﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد18 — جمعۃ المبارک 11/نومبر 2011ء — 14/ذی الحجہ 1432 ہجری قمری — 11/نبوت 1390 ہجری شمسی — شمارہ 45

مجسّم سچائی

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مَیں جو کچھ آپ سے سنتا ہوں اسے لکھ لوں۔فرمایا:ہاں۔مَیں نے پوچھا خوشی اور غصہ دونوں حالتوں میں لکھ لیا کروں؟ فرمایا:ہاں کیونکہ مَیں حق کے سوا اور کچھ نہیں کہتا۔

(مسند احمد جلد2 صفحہ207۔حدیث نمبر6635)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی۔ستمبر 2011ء

خطبات کے پوائنٹس نوٹ کیا کریں اور پھر اپنے تربیتی اجلاسوں میں ان سے فائدہ اٹھائیں۔جو بھی ہدایات دی جاتی ہیں وہ تفصیل کے ساتھ آپ کے پاس ریکارڈ ہونی چاہئیں۔پھر ان کے مطابق تعمیل ہو اور اپنی میٹنگز میں ان ہدایات کے مطابق جو عملی کام ہوا ہے اس کا جائزہ بھی لیتے رہیں۔

جو ہدایات آپ کو خلیفۂ وقت کی طرف سے اور مرکز سے مل رہی ہوں ان پر عمل کروانے کی کوشش کریں۔اگر مربی اور عہدیداران جماعت مرکز کی ہدایات کی اطاعت نہیں کریں گے تو پھر آپ کی اطاعت بھی اس طرح نہیں ہوگی جس طرح آپ چاہتے ہیں۔

قادیان سے جو کتب چھپ چکی ہیں وہ سب آپ کی لائبریری میں موجود ہونی چاہئیں۔قادیان سے کتب منگوائیں۔
مبلغین کی رپورٹ کا جائزہ لینا مشنری انچارج کا کام ہے۔جس طرح مرکز سے تبصرہ ہوتا ہے اس سے زیادہ گہرائی میں آپ کا تبصرہ ہو۔
اگر کسی واقف نَو بچے نے اپنا کام کرنا ہے تو اس کو باقاعدہ اجازت لینی چاہئے۔واقفین نَو کو بتانا چاہئے کہ تم نے جو تعلیم حاصل کرنی ہے اس کے لئے رہنمائی جماعت سے لیتے رہو۔نومبائعین جہاں بھی ہوں ان سے رابطہ ہر صورت میں رہنا چاہئے۔خدام کی اس طرح تربیت کریں کہ ان کو پتہ ہو کہ ہم کیوں احمدی ہیں؟ جامعہ کے لڑکوں کو نوافل پڑھنے اور قرآن کریم کی تلاوت کی طرف اس طرح توجہ دلائیں کہ ان کو خود شوق پیدا ہو۔
اگر ایک پارہ کی روزانہ تلاوت نہیں تو نصف پارہ روزانہ ضرور پڑھیں۔

(جرمنی میں مبلغین سلسلہ کی میٹنگ میں حضور ایدہ اللہ کی اہم ہدایات)

خطبہ جمعہ،فیملی ملاقاتیں،تقریب رخصتانہ میں شمولیت،مسجد بیت الجامع آفن باخ کا وِزٹ

(جرمنی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

21/ستمبر 2011ء بروز بدھ:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا چھ بجے مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

سوا دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح مسجد میں تشریف لا کر نماز ظہر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد میں تشریف لا کر نماز عصر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

مبلغین سلسلہ جرمنی کی حضور انور سے ملاقات

آج پروگرام کے مطابق مبلغین کرام جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ تھی۔ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ میٹنگ کے لئے تشریف لائے اور دعا کروائی۔

مبلغ انچارج صاحب جرمنی نے بتایا کہ قبل ازیں 2007ء میں مبلغین جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ ہوئی تھی۔اس پر حضور انور نے فرمایا کیا ہدایات دی تھیں؟ حضور انور نے فرمایا جو بھی ہدایات دی جاتی ہیں وہ تفصیل کے ساتھ آپ کے پاس ریکارڈ ہونی چاہئیں اور آپ کو از خود نوٹ کرنی چاہئیں پھر ان کے مطابق تعمیل بھی ہو اور اپنی میٹنگز میں ان ہدایات کے مطابق جو عملی کام ہوا ہے اس کا جائزہ بھی لیتے رہا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میٹنگ میں آئیں تو ہر مبلغ کے پاس ڈائری ہونی چاہئے جو بھی ہدایات دی جائیں ان کو نوٹ کیا کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یوکے میں مبلغ سلسلہ نسیم باجوہ صاحب میرے خطبہ کے دوران بیٹھے ہوئے باقاعدہ خطبہ کے Points نوٹ کرتے ہیں اور پھر ہفتہ کے دوران جو اُن کی میٹنگز، اجلاسات اور پروگرام ہوتے ہیں ان میں یہ نوٹ کی ہوئی باتیں بیان کرتے ہیں اور اپنے آئندہ کے پروگرام بناتے ہیں۔

حضور نے فرمایا آپ بھی ڈائری کی عادت ڈالیں اور خطبات کے پوائنٹس نوٹ کیا کریں۔بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کن باتوں اور امور کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے۔ان کو نوٹ کریں اور پھر اپنے تربیتی اجلاسوں میں ان سے فائدہ اٹھائیں۔یہ آپ کے کام آئیں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ علمی دلائل مہیا کردئے گئے ہیں۔اب ضرورت ہے کہ ان کو لیں اور آگے پھیلائیں۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کے بارہ میں بھی یہی کہا ہے کہ پہلے اپنے آپ کو ٹھیک کرو، باعمل بنو اور پھر آگے پیغام پہنچاؤ۔

حضورانور نے فرمایا کہ بعض مربیان کی باتوں سے جماعت والوں کو تکلیف پہنچی ہوتی ہے۔ وہ آپ کو اظہار نہیں کرتے لیکن مجھے لکھ دیتے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا: عمل صالح یہ ہے کہ ہر چیز کی باریکی میں جا کر دیکھا جائے کہ کیا احکامات ہیں۔ اپنا جائزہ لیں کہ کون کون سی ایسی بات ہے جس کو ہم نے اپنے اندر سے نکالنا ہے۔

حضورانور نے فرمایا: ڈائریاں لکھیں، یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ڈائریوں میں بعض ایسی باتیں لکھ دی جاتی ہیں کہ یہ کی ہے جب کہ وہ کی نہیں ہوتیں۔ اس لئے گہرائی میں جا کر اپنے جائزے لیں اور جو ہدایات آپ کو خلیفۂ وقت کی طرف سے اور مرکز سے مل رہی ہوں ان پر عمل کروانے کی کوشش کریں۔

حضورانور نے فرمایا کہ بعض جماعتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مستعد ہیں اور وہاں مبلغ بھی نہیں ہے لیکن وہ خلیفۂ وقت کے ارشادات نوٹ کر کے احباب کو بتاتے ہیں اور ان تک پہنچاتے ہیں۔ حضورانور نے فرمایا مَیں شروع سے ہی یہ کہہ رہا ہوں کہ تبلیغ اس وقت ہوگی جب آپ کے عمل ٹھیک ہو جائیں گے۔ بعض مربیان کرام کی رپورٹس مجھے ملتی ہیں وہ خطبات اور خطابات سے نکات لے کر آگے مضامین بیان کرتے ہیں اور ان باتوں کو آگے پھیلاتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار ''الفضل'' کا جائزہ لیا کہ کون کون پڑھتا ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ اخبار ''بدر'' بھی پڑھا کریں۔ اس میں بھی اچھے مضامین آتے ہیں اس سے بھی استفادہ کریں۔

حضورانور نے فرمایا کہ ہر انسان خود اپنا جائزہ لے سکتا ہے۔ علماء اپنا جائزہ لیں اور جو علم ان کو حاصل ہوتا ہے اس کو آگے پھیلائیں۔ وہ علماء جو علم ہونے کے باوجود استعمال نہیں کر رہے اور صحیح حق ادا نہیں کر رہے وہ پھر علماء میں شمار نہیں ہوتے۔ عالم باعمل بنیں اور پھر اس علم کو آگے پھیلائیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر آپ لوگ مربی اور عہدیداران جماعت مرکز کی ہدایات کی اطاعت نہیں کریں گے تو پھر آپ کی اطاعت بھی اُس طرح نہیں ہوگی جس طرح آپ چاہتے ہیں۔ حضورانور نے فرمایا: اور اگر یہ اطاعت نہ ہو رہی ہو تو پھر سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مبلغین جو رپورٹس بھجواتے ہیں وہ پوائنٹ وائز ہونی چاہئیں اگر کوئی خاص بات ہے کوئی خاص واقعہ ہے، کوئی خاص نکتہ ہے تو لکھ دیا کریں۔

لائبریری کے حوالہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ابھی آپ کی لائبریری میں تمام کتب نہیں آئیں۔ قادیان سے جو کتب آنی ہیں اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ خطبات محمود ہیں، انوار العلوم کی جلدیں ہیں سب منگوائیں اور اپنی لائبریری میں رکھیں۔ ان میں سے بعض کتب کی بعض جلدیں ہیں اور بعض نہیں ہیں۔ جو چھپ چکی ہیں وہ سب موجود ہونی چاہئیں۔ قادیان سے کتب منگوائیں۔

حضورانور کے دریافت فرمانے پر مبلغ انچارج صاحب نے بتایا کہ گزشتہ سال 44 جماعتوں میں گیا ہوں اور وہاں تربیتی پروگرام ہوئے ہیں۔ اس پر حضورانور نے فرمایا کہ تربیت کرنے سے امور عامہ، اصلاح وارشاد، تبلیغ اور مال کے کام آسان ہو جائیں گے۔ حضورانور نے فرمایا: پورے سال کا لائحہ عمل بننا چاہئے۔ جو کمزور جماعتیں ہیں ان میں جانا چاہئے اور پروگرام کرنے چاہئیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مبلغ انچارج صاحب کو ہدایت فرمائی کہ مبلغین کی رپورٹس کا جائزہ لیا کریں۔ رپورٹس کا جائزہ لینا مشنری انچارج کا کام ہے۔ ان رپورٹس پر اپنا تبصرہ کیا کریں اور اپنے مبلغین کی رہنمائی کیا کریں۔ جس طرح مرکز سے تبصرہ ہوتا ہے اس سے زیادہ گہرائی میں آپ کا تبصرہ ہو۔

ہمبرگ کے مبلغ سلسلہ کو ہدایت دیتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ گزشتہ دورہ ہمبرگ کے دوران مصری پروفیسر سے رابطہ ہوا تھا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ نماز بھی پڑھی تھی۔ اب ان سے مسلسل رابطہ رکھیں۔ اسی طرح گرین پارٹی کے لوگوں سے بھی رابطہ قائم رکھیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مراکش کے لوگ جو ہمبرگ میں آباد ہیں ان سے رابطہ رکھیں اور ان میں تبلیغ کریں۔ ان لوگوں میں بیعتیں ہو رہی ہیں۔ بیلجیم میں کافی تعداد میں مراکش کے لوگوں میں بیعتیں ہوئی ہیں اور یہ لوگ کافی مضبوط ہیں۔ جلسہ یوکے پر بھی آئے تھے اور بہت متأثر ہو کر واپس گئے تھے۔ عرب ممالک سے جو لوگ آ کر آباد ہوئے ہیں ان سے رابطے رکھیں اور تعلقات بڑھائیں۔ ان میں قبول احمدیت کا رجحان ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خطبات کا بھی جائزہ لیا کریں کہ کتنے لوگ سنتے ہیں۔ کتنے لوگ Live سنتے ہیں اور کتنے بعد میں ریکارڈنگ سنتے ہیں۔ حضور نے فرمایا: مجھے خطوط آ رہے ہیں کہ لوگ خطبات سنتے ہیں لیکن آپ سب اپنا جائزہ لے لیں۔

برلن کے مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ قریباً ڈیڑھ صد جرمن ہر ہفتہ مسجد کے وزٹ کے لئے آتے ہیں۔ ان سے گفتگو ہوتی ہے۔ سوال وجواب ہوتے ہیں۔ دوسو پچاس لوگوں سے باقاعدہ رابطہ قائم ہے۔ ان کے ایڈریسز، ای میلز اور فون نمبرز موجود ہیں جن کے ذریعہ ان سے رابطہ قائم رہتا ہے۔ اسی طرح بہت سی تنظیمیں ہیں جو خود رابطہ کرتی ہیں۔ مَیں ان کے پروگراموں میں جاتا ہوں اور وہاں حسب حالات جماعت کا تعارف ہوتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ برلن میں جو مراکش کے لوگ ہیں ان کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ یہ لوگ جلدی مان جاتے ہیں۔ حضورانور نے فرمایا کہ تیونس کے لوگوں میں بھی توجہ ہے۔

واقفین نَو کے ذکر پر حضورانور نے فرمایا کہ واقفین نَو سے مسلسل رابطہ رہنا چاہئے۔ ایک لڑکا مجھے ملاقات میں ملا تھا اس نے بتایا کہ ٹرک چلاتا ہوں۔ اگر کسی واقف نَو بچے نے اپنا کام کرنا ہے تو اس کو باقاعدہ اجازت لینی چاہئے۔ مَیں خطبہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔

حضورانور نے فرمایا: سب کے جائزے لیں۔ اگر وہاں برلن میں کسی واقف نَو کا رابطہ اور تعلق نہیں ہے اور پھر یہاں مرکز میں بھی نہیں ہے تو پھر اس کو فارغ کریں۔ فرمایا: واقفین کو بتانا چاہئے کہ تم نے جو تعلیم حاصل کرنی ہے اس کے لئے رہنمائی جماعت سے لیتے رہو۔

حضورانور نے برلن کے مبلغ سلسلہ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اب آپ یہاں فرینکفرٹ آئے ہیں پیچھے برلن مشن میں 24 گھنٹے انتظام ہونا چاہئے۔ مستقل بنیادوں پر انتظام رکھنا ہوگا۔ ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ کوئی نہ کوئی ہر وقت وہاں موجود رہے جو آنے والے مہمانوں کو سنبھالے، فون اٹینڈ کرے۔

Offenbach کے مبلغ سلسلہ کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو نَو مبائع دور رہتے ہیں ان کو اگر مل نہیں سکتے تو ان سے کم از کم فون پر ہی رابطہ رکھیں۔ نَو مبائعین جہاں بھی ہوں ان سے رابطہ ہر صورت میں رہنا چاہئے۔

مراکش کے ایک نَو مبائع کا ذکر ہونے پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس نَو مبائع کو کہیں کہ اب آگے تبلیغ کرو۔ بیلجیم میں مراکش کے لوگوں نے خود جماعت بڑھائی ہے اور آگے تبلیغ کی ہے۔

بلغاریہ ترجمہ قرآن کے بارہ میں بلغارین زبان جاننے والے مبلغین نے بتایا کہ اس ترجمہ پر کام ہو رہا ہے۔ اس کا ترجمہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ سے ہوا ہے۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن سے صرف نوٹس والا حصہ لیا جا رہا ہے اور ان نوٹس کا ترجمہ ہو رہا ہے۔

میونسٹر ریجن کے مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ ان کے علاقہ میں لبنان اور فلسطین کے لوگ آباد ہیں۔ گزشتہ سال فلسطین کے کچھ لوگوں نے احمدیت قبول کی تھی۔ لیکن لبنانی لوگ ذرا سخت ہیں۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لبنانیوں سے صرف دوستانہ تعلق ہی رکھیں۔ رابطہ رکھیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اول تو سارے مبلغین کا سال بھر کا پروگرام بننا چاہئے۔ اگر سال کا نہیں تو کم از کم سہ ماہی کا ہی بنا لیا کریں اور اپنی مبلغین کی میٹنگ میں اس کو ڈسکس کیا کریں تاکہ آپ کو پتہ لگے کہ کیا کام ہوا ہے اور کیا کمیاں رہ گئی ہیں اور کہاں رہ گئی ہیں اور آئندہ کے لئے کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہئے۔

ایک مبلغ سلسلہ خدام الاحمدیہ میں ''مہتمم تربیت'' ہیں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ خدام کی اس طرح تربیت کریں کہ ان کو پتہ ہو کہ ہم کیوں احمدی ہیں؟

حضورانور نے فرمایا جو کمزور خدام ہیں اور کسی وجہ سے پیچھے ہٹے ہوئے ہیں ان کی دوستیاں اچھے خدام کے ساتھ کروائیں۔ اس طرح ان خدام کو اپنے قریب لائیں۔ ایسے اچھے خادم ان کے دوست بنیں جو ان کو اپنی طرف کھینچ لیں۔ بعض ایسے ہوں گے جو عہدیداروں کی وجہ سے نہیں آنا چاہتے لیکن دوسرے خدام کی وجہ سے آ جائیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ یوکے کے وقف عارضی پر جانے والے ایک طالبعلم کی رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اس نے کمزور خدام سے رابطہ کیا اور اپنے قیام کے دوران ان کو لے آیا اور مسجد سے رابطہ قائم کروا دیا۔

حضورانور نے فرمایا کہ بعض پیچھے ہٹنے والے عہدیداروں سے ڈرتے ہیں کہ ان سے ذکر ہوا تو ہمارے مسائل بڑھ جائیں گے اور ہمارے بڑوں کو بھی مسئلہ بنے گا۔ پس ایسے لوگوں سے جو اچھے خدام ہیں وہ رابطہ کر کے ان کو اپنا دوست بنائیں اور ان کو قریب لائیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یوکے والوں نے اس طریق پر کام شروع کیا ہے اور اس کی فیڈ بیک آ رہی ہے۔ لوگوں کی طرف سے اس کا اچھا اثر ہو رہا ہے۔

جامعہ احمدیہ کے اساتذہ کو جو اس سال مارچ 2011ء میں آئے ہیں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ اپنے مفوضہ فرائض کے ساتھ ساتھ جرمن زبان بھی سیکھیں اور اس کا انتظام کریں۔

مبلغ سلسلہ مبارک احمد تنویر صاحب نے اپنے ریجن کی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ ہفتہ وار کلاسز میں بچوں سے حضور انور کے خطبہ کے بارہ میں پوچھتا ہوں اور ان کو ہدایت دی ہے کہ ہر بچہ خطبہ سن کر اس کے پوائنٹس بنا کر لائے۔ چنانچہ بچے خطبہ سنتے ہیں اور کلاس میں بتاتے ہیں کہ حضورانور نے یہ یہ فرمایا ہے۔ عہدیداران کو بھی تاکید کی ہوئی ہے کہ وہ حضورانور کا خطبہ سن کر جایا کریں۔ تو اس طرح جب عہدیداران بیٹھتے ہیں تو باقی لوگ بھی بیٹھ جاتے ہیں۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ باقیوں کو بھی اس طرح جائزے لینے چاہئیں۔

مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کو مخاطب ہوتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جامعہ کے لڑکوں کو نوافل پڑھنے اور قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ اس طرح دلائیں کہ ان کو خود شوق پیدا ہو۔ اگر ایک پارہ کی روزانہ تلاوت نہیں تو نصف پارہ روزانہ ضرور پڑھیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ رمضان المبارک کے بعد جامعہ کے ایک طالبعلم سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ قرآن کریم کی تلاوت کا دور مکمل نہیں کر سکا۔ اس پر حضورانور نے فرمایا کہ اگر ایک دور مکمل نہیں کر سکا تو پھر روزہ رکھنے کا کیا فائدہ؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: صرف ڈائری پر اعتماد نہ کریں۔ غلط بیانی شروع ہوگئی ہے۔ سچائی پر زور دیں۔

جامعہ احمدیہ جرمنی میں عربی زبان پڑھانے والے استاد کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ جرمنی میں جو عرب لوگ ہیں ان میں جائیں اور تبلیغ کریں۔ اپنے ماحول میں عرب تلاش کریں اور دوستی پیدا کریں۔

انگریزی زبان کے استاد کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنی زبان کو پالش کرتے رہیں۔ ترجمہ کریں اور کتابیں مطالعہ میں رکھیں۔

ایک معلم سلسلہ نے عرض کیا کہ اپنے ریجن کی 30 جماعتوں میں جاتا ہوں۔ بعض لوگوں کو ابتدائی باتوں کا علم نہیں۔ بعض کو وضوء کرنے کا طریق بتانا پڑتا ہے۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بنیادی چیزیں سکھائی جائیں۔

سوا آٹھ بجے یہ میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔

بعدازاں مبلغین کرام نے حضورانور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی اور شرف مصافحہ پایا۔

آٹھ بج کر بیس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ وقت کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

تقریب رخصتانہ میں شمولیت

محمد اشرف ضیاء صاحب مبلغ سلسلہ بلغاریہ حال مقیم جرمنی کی بیٹی عزیزہ ماریہ اشرف کی تقریب رخصتانہ کا پروگرام بیت السبوح کے ایک ہال میں تھا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس تقریب میں شرکت فرمائی اور رونق بخشی۔ بعدازاں ساڑھے نو بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر169

مکرمہ بشریٰ اعمارتی صاحبہ

میری پیدائش 1973 میں مراکش کے شہر طنجہ میں ہوئی۔ ہم چھ بہن بھائی ہیں۔ میری والدہ صاحبہ بتایا کرتی تھیں کہ میری پیدائش اپنے اصل وقت سے کافی لیٹ ہوئی تھی۔ پیدائش کے بعد والدہ صاحبہ نے نیم غنودگی کی حالت میں ایک بزرگ شخص کو دیکھا جنہوں نے سفید لباس پہنا ہوا تھا اوران کی داڑھی بھی سفید تھی جبکہ سر پر ایک ایسا عمامہ ہے جو مراکشی ٹوپی اور عمامہ سے مختلف تھا۔اس شخص نے میری والدہ صاحبہ سے کہا کہ اس بچی کے دو نام ہیں: ایک بشریٰ اور دوسرا احنان۔ بے شک اس کے ان ناموں کے بارہ میں اس کی بہن ربیعہ سے پوچھ لیں جو ابھی سکول سے واپس آئی ہے۔اس کے بعد والدہ صاحبہ کی آنکھ کھل گئی تو اسی اثناء میں میری بڑی بہن سکول سے واپس آئی اور کمرہ میں داخل ہوئی، والدہ صاحبہ نے اس سے پوچھا کہ تمہاری نومولودہ بہن کا کیا نام رکھا جائے؟ اس نے بلا توقف کہا: بشریٰ۔

بچپن سے نوجوانی تک کے دینی رجحانات

گوہمیں بچپن میں اچھے اخلاق کی تعلیم تو دی گئی لیکن دینی تعلیمات کی پابندی کے لحاظ سے میرا خاندان کافی سست تھا۔مَیں نے بچپن میں شاید ہی کسی فردِ خاندان کو نماز ادا کرتے دیکھا ہوگا۔گومَیں طبعاً دینی غیرت سے سرشار تھی لیکن دینی امور کے بارہ میں علم بالکل واجبی سا تھا۔ چودہ سال کی عمر میں پہلی مرتبہ اپنی ہمسائی کی زبانی سنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ اس دنیا میں آنا ہے اور اسلام کو دوبارہ زندہ اور غالب کرنا ہے لیکن وہ یہ سارا کام تلوار کے ذریعہ کریں گے۔مَیں اس وقت اس بات کو سمجھنے سے قاصر رہی۔مَیں مراکشی معاشرے پر نظر کر کے اکثر سوچتی تھی کہ یاربّ کیا یہی وہ معاشرہ ہے جسے اسلامی معاشرہ کا نام دیا جاتا ہے؟ کیا مسلمانوں کو درحقیقت ایسا ہی ہونا چاہئے؟ ہر جگہ فتنہ اور فساد کا دَور دورہ ہی کیوں ہے؟ اس صورتحال کو دیکھ کر مَیں کبھی کبھی اس حد تک مایوس ہو جاتی کہ روتے ہوئے خدا کے حضور عرض کرتی کہ کاش مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں پیدا ہوئی ہوتی تو آپ کی قربت میں رہتے ہوئے نہایت پاک صاف اور صالح اسلامی معاشرے میں زندگی کا لطف اٹھاتی۔مَیں اکثر شام کے وقت کمرے کی کھڑکی کے پاس بیٹھ کر ان امور کے بارہ میں سوچتی رہتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سوچوں کے نتیجہ میں ہی مَیں نے نماز کی پابندی کرنی شروع کر دی۔

لیکن چونکہ گھر میں مَیں اکیلی ہی نماز پڑھتی تھی اس لئے کبھی کبھی سستی بھی ہو جاتی تھی۔ بہر حال جب میری عمر 18 سال ہوئی تو مَیں نے خود ہی حجاب اوڑھنا شروع کر دیا لیکن بجائے اس کے کہ گھر والوں کی طرف سے اس نیک قدم پر میری حوصلہ افزائی ہوتی میرے والد صاحب نے کہا: حجاب کی کیا ضرورت ہے؟ دل میں اگر ایمان ہے تو بس یہی کافی ہے۔اس وقت مجھے یہی جواب سجھائی دیا کہ جب تک ہم قرآن کریم کے جملہ احکام پر عمل نہیں کریں گے اور جب تک ہم میں سے ہر ایک اپنے فرائض ادا نہیں کرے گا نیک اور صالح معاشرے کا قیام ناممکن ہوگا۔ بہر حال انہوں نے میری بات سے اتفاق نہ کیا۔ رہی میری والدہ تو وہ اگرچہ اچھے اخلاق پر زور دیتی تھیں لیکن دینی امور اور احکام شریعت کی پابندی کی طرف کبھی توجہ نہ دلائی۔شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ ان کی تعلیم بہت کم تھی اور وہ ہمیں مسجد میں قرآن سیکھنے کے لئے اور سکول میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیج کر سمجھتی تھیں کہ ان کا فرض ادا ہو گیا ہے۔

مجھے تجوید کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ جب کبھی تلاوت کے دوران میں وہ آیات پڑھتی جن میں حضرت عیسیٰ کے متعلق رفع وغیرہ کا ذکر آیا ہے تو مَیں کچھ توقف کر کے ان الفاظ کو سمجھنے کی کوشش کرتی۔ گو مجھے اس کی سمجھ نہ آتی لیکن عام مروجہ معانی بھی قبول کرنے کو طبیعت مائل نہ ہوتی تھی۔مَیں اندر ہی اندر سوچتی کہ شاید ان آیات کی کوئی اور تفسیر کرنا حرام ہے اور علماء سے اس معاملہ میں اختلاف جائز نہیں ہے۔

سپین میں تعلیم اور بیعت

مَیں نے مراکش میں سپینش سیکنڈری سکول کا امتحان اچھے نمبروں میں پاس کیا تو مجھے غرناطہ میں ایک یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا اور یوں 1994ء میں اس یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے لئے مَیں سپین پہنچ گئی۔گرمیوں کی چھٹیوں میں مَیں نے اپنی یونیورسٹی کی فیسوں وغیرہ کی ادائیگی کے لئے کام تلاش کیا تو ایک پاکستانی شخص کے پاس کام مل گیا۔ ایک دن اس شخص نے مجھے کہا کہ کیا تمہیں علم ہے کہ امام مہدی علیہ السلام آ چکے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ مجھے اس بارہ میں ذرہ برابر بھی کوئی تعجب نہ ہوا بلکہ مَیں نے بے ساختہ کہا کہ اگر یہ درست ہے تو ہمیں ان کی بیعت کر لینی چاہئے۔اس پاکستانی شخص نے مجھے ایک مختصر سا پمفلٹ دیا جسے پڑھنے کے بعد مَیں نے اسے کہا کہ مَیں بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ اس نے کہا کہ ابھی نہیں، ابھی آپ کو جماعت کی دیگر کتب بھی پڑھنی چاہئیں لہذا انہوں نے مجھے کتاب: ''القول الصریح فی ظهور المهدی والمسیح'' دی۔مَیں جوں جوں یہ کتاب پڑھتی گئی میری زبان سے بے اختیاری کے عالم میں یہ لفظ بار بار نکلتا رہا کہ ہاں یہی درست نہج اور صحیح قول اور صائب رائے ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میرے اندر کئی سالوں سے جو خلا تھا وہ پُر ہونا شروع ہو گیا ہے۔اس کتاب میں مَیں نے معقول سوالات کا معقول رنگ میں ایسا جواب پایا جو قرآن وسنت اور انسانی فطرت کے عین مطابق تھا۔مَیں نے پوری کتاب نہ پڑھی تھی کہ بیعت کے لئے اصرار کیا اور یوں 1994ء کے آخر پر بفضلہٖ تعالیٰ حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کو بیعت کا خط لکھ دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کو دیکھا تو آپ کی صداقت کا یقین دل میں راسخ ہو گیا۔ پھر جب بھی حضور علیہ السلام کے نورانی چہرہ مبارک کو دیکھتی ہوں تو کہتی ہوں کہ ناممکن ہے کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا ہوسکتا ہے۔ مجھے اس بات کی بھی بہت خوشی تھی کہ مَیں نے جس کی بیعت کی ہے اس سے تعلق باللہ کے ذرائع سیکھوں گی اور نماز کی پابندی کرنے کی کوشش کروں گی نیز آپ نے حجاب کی پابندی کی بھی تلقین فرمائی ہے۔مختصر یہ کہ وہ سب کچھ مجھے مل گیا جس کی مجھے تمنا تھی۔

اہل خانہ کا رویہ

بیعت کے بعد مَیں نے اپنے اہل خانہ کو تبلیغ کی کوشش کی۔لیکن انہوں نے میری شدید مخالفت کی۔ میرے تمام بہن بھائی پڑھے لکھے ہیں اس لئے معاملہ یہاں تک تو نہ پہنچا کہ وہ مجھ سے مقاطعہ کر لیں تاہم انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ خیالات غلط اور ان تمام مسلمہ عقائد کے خلاف ہیں جو انہوں نے مولویوں سے سیکھے ہیں۔مَیں نے جب اپنی ایک بہن سے اس معاملہ میں بات کی تو اس نے فوراً جماعت کے خلاف مولویوں کی ویب سائٹس سے الٹی سیدھی باتیں پڑھ کر مجھے کہا کہ تمام علماء اس جماعت کو گمراہ سمجھتے ہیں لہذا بہتر ہے کہ تم بھی اس سے علیحدگی اختیار کر لو۔

تبلیغ اور ایک سعید فطرت کی ہدایت

بیعت کے بعد مَیں تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتی تھی۔ میری توجہ اکثر اپنے دلائل پر ہی رہتی تھی جو کہ درست طریق نہ تھا۔ میرے ہمسائے میں سہیلہ نامی ایک لڑکی رہتی تھی جس کا تعلق مراکش کے شہر ''الناظور'' سے تھا۔مَیں نے اسے ایم ٹی اے کے بارہ میں بتایا نیز احمدیت کی تبلیغ کی لیکن اس دفعہ میری ساری توجہ دعا پر تھی۔ مکرمہ سہیلہ صاحبہ بھی زمانے کی موجودہ حالت پر غور وفکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی تھی کہ اس فساد کی اصلاح کے لئے تو کسی نبی کو ہی آنا چاہئے۔ چنانچہ جب مَیں نے اسے بتایا کہ وہ موعود نبی آ چکا ہے تو بہت جلد وہ تمام امور سمجھ گئی اور بیعت کر لی۔ پھر اس کی ایک پاکستانی احمدی سے شادی ہو گئی جس نے سپین میں احمدیت قبول کی تھی۔ اور اب بفضلہٖ تعالیٰ ان کا ایک بیٹا بھی ہے۔

شروع میں مَیں اکیلی عرب احمدی تھی پھر سہیلہ صاحبہ نے بیعت کی اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آٹھ عرب عورتیں احمدی ہیں، جبکہ مردوں اور بچوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

جس شخص کے ذریعہ مَیں نے بیعت کی تھی اس کا نام ریاض احمد ناصر تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد انہی کے ساتھ میری شادی ہو گئی۔ شادی کے دو سال بعد مجھے ایک آپریشن کے سلسلہ میں ہسپتال داخل ہونا پڑا۔مَیں سخت پریشان تھی اور اسی پریشانی کے عالم میں مَیں نے ایک رؤیا دیکھا جو کہ بعینہٖ وہی رؤیا تھا جو مَیں نے اٹھارہ انیس سال کی عمر میں اپنی والدہ کی وفات کے بعد دیکھا تھا اور مجھے اس کی کچھ سمجھ نہ آئی تھی۔

میری والدہ صاحبہ کی وفات میرے لئے شدید صدمہ کا باعث تھی کیونکہ علاوہ اور کئی امور کے، مادی لحاظ سے بھی وہی ہماری متکفل تھیں۔ طرح طرح کے خیالات دل میں آتے رہے اور والدہ کی وفات کے دوسرے یا تیسرے دن مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اس قدر شدید اندھیرا ہے کہ کچھ نظر نہیں آتا۔ ایسے میں خطِ نسخ میں لکھی ہوئی نہایت روشن اور نورانی عبارتیں اس تاریکی سے نکلتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان میں سے ایک عبارت مجھے یاد رہی اور آنکھ کھلنے پر میرے دل میں آیا کہ یہ کلمات لکھ لوں لیکن نیند غالب آ گئی اور جب صبح جاگی تو اس میں سے صرف ''بِكَافٍ عَبْدَهٗ'' کے الفاظ ہی یاد رہے جنہیں مَیں نے اپنی ڈائری میں لکھ لیا۔ مجھے اس وقت یہ بھی معلوم نہ تھا کہ یہ قرآنی آیت کا حصہ ہیں اور ان کا صحیح مفہوم کیا ہے جبکہ کسی بڑے سے اس کا مطلب پوچھنے میں مَیں نے حجاب محسوس کیا، تاہم اپنی ایک باپردہ سہیلی سے اس امر کا ذکر کیا تو اس نے طنزیہ لہجے میں کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اب تمہیں آسمان سے الہام ہونا شروع ہو گیا ہے۔ یہ سننے کے بعد مَیں نے اس امر کا ذکر کسی اور کے سامنے نہ کیا۔

اب کئی سالوں کے بعد جب بعینہٖ وہی خواب دیکھا تو اس دفعہ مجھے آیت کے کلمات پوری طرح یاد رہے جو کہ ''أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ'' تھے۔ چنانچہ جب مَیں نے یہ رؤیا اپنے خاوند کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے یہ سنتے ہی اپنی انگوٹھی مجھے دکھائی جس پر یہی کلمات کندہ تھے۔ پھر انہوں نے بتایا کہ یہ قرآنی آیت کا حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے والد محترم کی وفات کے بعد الہام ہوا تھا۔

گو کہ مَیں نے اپنے خاوند کی یہ انگوٹھی دیکھی ہوئی تھی لیکن کبھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ اس کے اوپر لکھی عبارت کو پڑھا جائے، نہ ہی میرے خاوند نے کبھی اس کے بارہ میں مجھ سے ذکر کیا تھا۔

پاکستانی برقعوں والی خواتین

جب مَیں نے بیعت کی تو اس وقت غرناطہ میں کچھ پاکستانی احمدی مرد تو تھے لیکن پاکستانی احمدی عورت کوئی نہ تھی۔ غالباً 1996ء کی بات ہے کہ مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب نے پرتگال سے واپسی کے بعد کچھ عرصہ کے لئے غرناطہ میں قیام فرمایا تھا۔ اس وقت مجھے بھی ان سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ ان کے ساتھ مل کر مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ جب

مَیں نے ان کی اہلیہ کو دیکھا تو انہوں نے پاکستانی برقعہ پہنا ہوا تھا، یہ دیکھتے ہی مجھے ایسا لگا جیسے مَیں نے انہیں پہلے بھی دیکھا ہے۔ پھر کچھ دیر کے بعد مجھے اپنا ایک رؤیا یاد آ گیا جس نے ساری بات واضح کر دی۔

اوائل نوجوانی کے ایام میں جب مَیں مختلف دینی امور کے بارہ میں سوچتی تو کسی ایسے نتیجہ پر نہ پہنچ پاتی تھی جو دل کو مطمئن کرنے والا ہو۔ ایک دفعہ قیامت کے بارہ میں غور کرتی ہوئی سوئی تو خواب میں دیکھا کہ سخت گھبراہٹ کا عالم ہے اور ہمارے گھر کے سامنے والی بڑی سڑک پر لوگ افراتفری میں بھاگے چلے جارہے ہیں۔ مَیں نے بھی ان کے ساتھ کسی نامعلوم مقام کی طرف بھاگنے کی کوشش کی لیکن ''عبدالسلام'' نامی ایک دیوہیکل شخص نے مجھے روک لیا اور کہا: تم یہاں ان لوگوں کے ساتھ ٹھہر جاؤ۔ مَیں نے مڑ کر دیکھا تو وہ عورتیں تھیں جنہوں نے ایسے برقعے پہنے ہوئے تھے جو ہماری مراکشی ''جلّابہ'' سے مختلف تھے۔ چنانچہ مَیں ان کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔

جب مَیں نے مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کی اہلیہ کو دیکھا تو انہوں نے بالکل ویسا ہی برقعہ پہنا تھا جیسا مَیں نے خواب میں ان خواتین کو پہنے ہوئے دیکھا تھا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ایسی احمدی خواتین کے ساتھ ملا دیا جن کو مَیں نے کئی سال قبل رؤیا میں دیکھا تھا۔ فالحمدللہ۔

خلیفۂ وقت سے پہلی ملاقات

2000ء کے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقعہ پر ہماری حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ پہلی ملاقات ہوئی۔ گو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ میری یہ اکلوتی ہی ملاقات ہوئی لیکن اس کی یادیں دماغ میں ابھی تک نقش ہیں۔ اس دن کی ملاقاتوں میں ہمارا نام آخر پر تھا۔ ہماری باری آنے پر جب ہم حضور انور کے دفتر میں داخل ہوئے تو مجھے ایک بہت ہی روشن نور دکھائی دیا۔ مَیں نے سمجھا شاید کمرے میں لگی ہوئی بجلی کی روشنی تیز ہے یا شاید کوئی کھڑکی کھلی ہے جہاں سے اتنی تیز لائٹ کمرے میں داخل ہو رہی ہے، جب میرے خاوند نے بڑھ کر حضور انور سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کیا تو اسی اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ نہ تو یہ روشنی ٹیوب لائیٹ یا بلب کی ہے نہ ہی کھڑکی کھلی تھی کہ باہر سے کسی چیز کی روشنی آتی بلکہ یہ روشنی کچھ اور ہی رنگ رکھتی تھی۔ پھر جب مَیں نے ایک نظر حضور انور کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں کیونکہ اس وقت مَیں نے دیکھا کہ وہ نور حضور انور کے چہرہ مبارک سے نکل رہا تھا۔ یہ ایک عجیب نظارہ تھا جس نے حضور انور کی محبت میرے دل میں راسخ کر دی۔ اور یہ ایسا نظارہ تھا کہ جسے اس ملاقات میں صرف میں نے ہی دیکھا تھا۔ جب حضور انور کی وفات ہوئی تو میرے لئے یہ صدمہ نہایت جانکاہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خلعت خلافت پہنائی تو ان کے لئے وہی محبت دل میں ڈال دی جو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے تھی۔

اُردو زبان کی اہمیت

مَیں جب خطبہ جمعہ سنتی تو مجھے اُردو کی کچھ سمجھ نہ آتی۔ لیکن اگر ترجمہ سنتی تو خلیفۂ وقت کی آواز کی حلاوت سے محرومی کا احساس دامنگیر رہتا۔ اس بات کا میرے دل پر بہت اثر ہوا اور مَیں نے فیصلہ کیا کہ جب خطبہ جمعہ لائیو آ رہا ہوگا تو مَیں خلیفۂ وقت کی آواز میں ہی خطبہ جمعہ سنوں گی خواہ مجھے سمجھ آئے یا نہ آئے۔ اور بعد میں دوسری دفعہ جب خطبہ نشر ہوگا تو ترجمہ سن لیا کروں گی۔ اسی طرح مَیں نے اردو کلاس بھی باقاعدگی سے سننی اور دیکھنی شروع کر دی۔

اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سپین کے پہلے دورہ پر تشریف لائے۔ اس موقعہ پر لجنہ کی عہدیدار ممبرات کی حضور انور نے میٹنگ بلائی اور اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔ لیکن مجھے اس مجلس میں کسی ترجمان کی مدد لینی پڑی۔ مَیں نے یہاں پر ہی عہد کیا کہ اگلی دفعہ جب حضور انور تشریف لائیں گے تو مَیں حضور انور سے اُردو میں ہی بات کروں گی۔

دوسری دفعہ حضور انور اپریل 2010ء میں سپین کے دورہ کے لئے تشریف لائے تو اس سے چند ماہ قبل ہی میرے خاوند کی وفات ہو چکی تھی۔ لہذا مَیں نے حضور انور سے اپنی دو چھوٹی بچیوں کے ساتھ ہی ملاقات کی اور الحمدللہ اُردو میں ہی بات کی۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ مجھے اُردو کی اچھی طرح سمجھ بھی آ جاتی ہے اور بول بھی سکتی ہوں۔

مَیں اردو زبان سیکھنے پر مندرجہ ذیل امور کی بنا پر زور دیتی ہوں:

1۔ یہ اس زمانے کے امام کی زبان ہے۔

2۔ ابھی تک جماعتی لٹریچر کی مرکزی زبان یہی اردو ہے۔

3۔ یہ خلیفۂ وقت کی زبان ہے۔

4۔ اس میں احترام و وقار کے ایسے الفاظ ہیں جو دیگر زبانوں میں بہت کم ہیں مثلاً بچوں کو مخاطب کرتے وقت ''آپ'' کہہ کر بلانا جیسے پیارے بھرے کلمات دیگر زبانوں میں مفقود ہیں۔

سب سے اہم درس

یوں تو احمدیت میں داخل ہونے کے بعد میری دنیا ہی بدل گئی۔ اسلامی علوم، اخلاق، اور ہر سوال کا قرآن و سنت کی روشنی میں مطمئن کرنے والا جواب صرف احمدیت کے پاس ہے۔ لیکن میرے نزدیک سب سے اہم چیز جو مَیں نے سیکھی وہ دعا ہے۔ مَیں بھی اوروں کی طرح سمجھتی تھی کہ اب خدا دعائیں نہیں سنتا یا بہت دور ہو گیا ہے جہاں تک پہنچنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں۔ لیکن احمدیت میں آ کر مَیں نے ذاتی تجربہ سے محسوس کر لیا کہ وہ اب بھی جواب دیتا ہے اور اب بھی اپنے بندے کی پکار سنتا ہے اور سمیع و مجیب ہے۔ آتے جاتے، عام ملاقاتوں میں احباب جماعت کا ایک دوسرے کو دعا کے لئے کہنا ایک ایسا امر ہے جو احمدیوں کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے۔ اور یہ اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ ان کا تعلق ایک زندہ سمیع و مجیب خدا کے ساتھ تعلق قائم ہے۔

(باقی آئندہ)

''دینے والا دے رہا ہے''

دینے والا دے رہا ہے وہ کبھی تھکتا نہیں
تنگ دامانی کا شکوہ مَیں کبھی کرتا نہیں
عشق اک اعلیٰ اکائی ، اس کی شاخیں بے شمار
کون ہے جو اس کے سایہ میں کبھی بیٹھا نہیں
نیند تو بَس رات بھر کی نیند ہے پھر جاگئے
رات کا جاگا بھی پورے دن کو تو سوتا نہیں
موت کو محسوس سب کرتے ہیں اپنے آس پاس
زندگی اور موت میں کچھ فاصلہ ہوتا نہیں
آنسوؤں سے دامنِ عصیاں دھونے کی سعی
ہر کوئی کرتا تو ہے پر ہر کوئی کرتا نہیں
کچھ نصیبوں کا لکھا مجھ پر بھی سایہ کر گیا
میرا کہنا تھا کہ میں حالات سے ڈرتا نہیں
بے گماں ہر گود ماں کی ، عافیت کا اک حصار
دیر تک اس عافیت میں ہر کوئی رہتا نہیں
لب پہ اک مسکان آنکھیں آنسوؤں سے تر سدا
اس سے آگے اب نظر میں کوئی بھی جچتا نہیں
روشنی اور دھوپ کہئے ماہتاب و آفتاب
کچھ اندھیرا آس پاس اس کے کبھی دیکھا نہیں
چاندنی کا عکس اس کی آنکھ کی پتلی میں ہے
کور آنکھوں نے مگر اس آنکھ میں جھانکا نہیں
میں کہوں یا نہ کہوں ، وہ جانتا ہے میرا حال
اس کو سب معلوم ہے ، اس سے کوئی پردہ نہیں
گردش حالات کے ہاتھوں سبھی مجبور ہیں
ورنہ اپنوں سے کوئی یُوں بے رخی کرتا نہیں
ہاتھ بہتے پانیوں سے دھو بھی عظمتؔ لیجئے
زندگی بھر چشمۂ صافی سدا بہتا نہیں

(فہمیدہ منیرؔ)

اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 29 دسمبر 1954ء کو ربوہ سے اخبار الفضل کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا: ''......اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے''۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
•Switching Visas
•Over Stayers
•Legacy Cases
•Work Permits
•Visa Extensions
•Judicial Reviews
•Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

خطبہ جمعہ

یورپ کے مختلف ممالک کے دورے کے دوران ہر آن اللہ تعالیٰ کے فضل دیکھے۔ ہمیشہ کی طرح جہاں جماعتوں کے اندر بھی ایمان، اخلاص اور وفا کے نمونے نظر آئے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیروں میں بھی جماعت کا اثر اور غیروں کی جماعت کے ساتھ تعلق بڑھانے اور قائم کرنے کی کوشش اور اسلام کو سمجھنے کی طرف غیر معمولی توجہ بھی پہلے سے زیادہ نظر آئی۔

یورپ کے ممالک جرمنی، ناروے، ڈنمارک، بیلجیم، ہالینڈ کے دورہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں اور نصرت و تائید اور قبولیت اور اسلام کے پیغام کی خواص و عوام میں تشہیر۔ اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور الیکٹرونک میڈیا میں وسیع پیمانے پر اشاعت اور اس کے نیک ثمرات، جماعتی ترقیات اور افرادِ جماعت کے اخلاص و وفا کے نہایت ایمان افروز واقعات کا اجمالی تذکرہ۔

(مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری غلام قادر صاحب آف کھیوہ باجوہ کی نماز جنازہ غائب اور مرحومہ کا ذکر خیر)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21/اکتوبر 2011ء بمطابق 21/اخاء 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ تقریباً ایک ماہ سے زائد عرصہ یورپ کے مختلف ممالک کے دورے پر رہا ہوں جس میں جرمنی، ناروے، ہالینڈ، ڈنمارک، بیلجیم وغیرہ شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دورے کے دوران ہر آن اللہ تعالیٰ کے فضل دیکھے۔ ہمیشہ کی طرح جہاں جماعتوں کے اندر بھی ایمان و اخلاص اور وفا کے نمونے نظر آئے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیروں میں بھی جماعت کا اثر اور غیروں کی جماعت کے ساتھ تعلق بڑھانے اور قائم کرنے کی کوشش اور اسلام کو سمجھنے کی طرف غیر معمولی توجہ بھی پہلے سے زیادہ نظر آئی۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جماعت کا ہر قدم جو ترقی کی طرف اٹھتا ہے، ہماری کوشش سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو تعارف اور آپ کے حوالے سے اسلام کا جو حقیقی پیغام دنیا کو پہنچ رہا ہے، اُس کے مثبت نتائج نکل رہے ہیں۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایک احمدی کو مزید مضبوط کرتے ہیں۔ اگر صرف انسانی کوششوں کا سوال ہوتو ہماری دنیاوی لحاظ سے بالکل چھوٹی سی جماعت کی طرف کبھی کسی کی نظر نہ ہو۔ پس یہ توجہ اور ترقیات کے خدائی وعدے ہیں جو پورے ہو رہے ہیں اور ہمیں نظر آتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"ہماری جماعت کے متعلق خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے وعدے ہیں۔ کوئی انسانی عقل یا دوراندیشی یا دنیاوی اسباب ان وعدوں تک ہم کو نہیں پہنچا سکتے"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 333۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر اس بات کا اظہار فرماتے ہوئے کہ جو لوگ ہمارے مخالف ہیں، سمجھتے ہیں کہ اپنے خیال سے اور دنیاداری کی طرز پر یہ بھی کوئی فرقہ بن گیا ہے جیسا کہ آج کل بھی مسلمانوں کی اکثریت جماعت کے متعلق یہ خیال کرتی ہے یا اکثریت کو اُن کے علماء نے اس طرف ڈال دیا ہے کہ شاید یہ بھی کوئی دنیاوی تنظیم ہے اور طرح طرح سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بدنام کیا جاتا ہے، آپ کو طرح طرح کے نام دیئے جاتے ہیں اور ہمارے دلوں پر نیش زنیاں کی جاتی ہیں۔ بہر حال جو بھی یہ لوگ سمجھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "مَیں جانتا ہوں کہ خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور اُسی کے فضل سے اس کا نشوونما ہو رہا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور نہ ہی اُس کا نشوونما ہو سکتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی کے لئے چاہتا ہے تو وہ قوم بیج کی طرح ہوتی ہے۔ جیسے قبل از وقت بیج کے نشوونما اور اُس کے آثار کوئی نہیں سمجھ سکتا اس قوم کی ترقیوں کو بھی محال اور ناممکن سمجھتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 333 حاشیہ۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس یہ خدا تعالیٰ کی جماعت ہے۔ ہر آن اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمیں جماعت کے ساتھ نظر آتی ہے۔ جماعتی ترقی دیکھ کر دنیادار اور مخالفینِ احمدیت اور زیادہ بوکھلا گئے ہیں اس لئے جماعت کی دشمنی بھی آجکل زوروں پر ہے۔ میں گزشتہ خطبوں میں اس کی طرف توجہ بھی دلا چکا ہوں لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے یہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ جماعت ترقی کرے اور اسلام کا غلبہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ذریعے سے ہو اور یہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ان مخالفین کی تمام کوششیں اور دشمنیاں رائیگاں جائیں گی اور ہر سعید فطرت اس جماعت کی آغوش میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔

بہر حال جیسا کہ مَیں ہر سفر کے بعد عموماً سفر کے حالات مختصراً بیان کرتا ہوں آج بھی آپ کے سامنے کچھ بیان کروں گا۔ تفصیلات تو جو رپورٹس الفضل میں شائع ہو رہی ہیں، اُن میں کچھ حد تک آ جائیں گی۔ بعض باتیں مَیں بیان کر دیتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ کے مختلف رنگ میں جو فضل ہو رہے ہیں اُن پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اپنوں کو، احمدیوں کو تو دوروں کے دوران ملنے سے فائدہ ہوتا ہی ہے۔ غیروں کو، دنیاداروں کو جن کی اسلام کی طرف توجہ ہو رہی ہے اُن کو بھی فائدہ ہو رہا ہوتا ہے۔ اسلام کی اصل تصویر پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ بعض پڑھے لکھے اور سیاستدان یا حکومت کے سرکردہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید دنیاوی فائدے کی خاطر یا ماحول کو بہتر کرنے کی خاطر اپنے اپنے ماحول میں احمدی اپنے ملنے جلنے والوں کو امن اور محبت کا پیغام دیتے ہیں اور اسلام کی ایک خوبصورت تصویر دکھاتے ہیں۔ اکثر جگہ میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ لوگ میرے سے براہِ راست سننا چاہتے ہیں کہ احمدیت کیا ہے؟ بیشک اُن کو پہلے احمدیوں نے بتایا بھی ہو۔ لیکن اپنی تسلی کے لئے وہ چاہتے ہیں کہ خود میرے سے سنیں۔ پس ان ملاقاتوں سے جو غیروں کے ساتھ ہوتی ہیں، علاوہ دوسری باتوں اور تعلقات کی وسعت کے، اسلام کے بارے میں خاص طور پر پڑھے لکھے لوگوں کے ذہنوں سے شکوک و شبہات دور کرنے کا موقع ملتا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا اور بعض موقعوں پر اس کا ذکر بھی کر چکا ہوں کہ جرمنی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ اور تعلقات کی وسعت میں ایک خاص کوشش کر رہی ہے۔ اب ان کی کوششیں جو ہیں وہ پہلے سے بہت بڑھ کر ہیں اور اس کی وجہ سے اسلام کا پیغام اور جماعت کا تعارف بہت بڑھ کر جرمن قوم میں پہنچ رہا ہے۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے ان تعلقات رکھنے والے بعض پڑھے لکھے لوگوں کو مجھ سے ملوانے کا انتظام کیا ہوا تھا، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اُن کو ہمارے نوجوانوں نے ملوانے کا انتظام کیا تھا۔ چنانچہ فرینکفرٹ میں تو یونیورسٹی کے دو پروفیسر ملنے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مَیں جرمنی میں نوجوانوں میں کچھ عرصے سے کافی بیداری دیکھ رہا ہوں۔ ان کے تعلقات بھی وسیع ہو رہے ہیں اور تبلیغ کی طرف بھی رجحان ہے۔ بہر حال چند ملاقاتوں کا یہاں ذکر کروں گا اور ساتھ ہی جہاں جہاں دوسرے جماعتی پروگرام ہوئے، ان کا بھی ذکر آتا رہے گا۔

جرمنی میں ماربرگ (Marburg) یونیورسٹی ہے، اُس کے دو پروفیسر ملنے آئے تھے۔ دونوں پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں۔ پیری ہیکر (Pierre Hecker) اور البیشٹ فوئس (Albpecht Fuess)۔ اور یہ دونوں یونیورسٹی میں اسلامک سٹڈیز کے پروفیسر ہیں۔ عربی بھی ان کو آتی ہے، اسلام کا علم بھی کافی ہے۔ اور اُن میں سے ایک جو تھے انہوں نے ترکی زبان میں سپیشلائزیشن کی ہوئی ہے۔ ان کے مضامین اسلامی تاریخ کے تھے۔ پھر ان سے اسلامی تاریخ کے بارے میں بھی باتیں ہوئیں۔ ان کو میں نے یہی کہا کہ جو

آپ کے مؤرخین ہیں، یا ایسے مؤرخین جو مغربی مؤرخین سے متاثر ہوئے ہوئے ہیں، صرف اُن کی کتابیں نہ پڑھیں بلکہ عربی جانتے ہیں تو بعض دوسرے مؤرخین جن کے اصل ماخذ عربی ہیں یا دوسرے ماخذ ہیں، پھر احادیث ہیں اُن کو بھی آپ کو دیکھنا چاہئے۔ اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی جو سیرۃ النبی کی کتاب ہے اُس کا ایک حصہ ترجمہ ہو چکا ہے، اُن کو میں نے کہا ہے کہ وہ مہیا کی جائے وہ بھی پڑھیں۔ اُس سے آپ کو پتہ لگے گا کہ کس طرح ایک تو سیرت بیان کی گئی ہے۔ دوسرے کچھ اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔ اللہ کرے کہ باقی حصہ بھی اُس کا ترجمہ ہو جائے۔ بہرحال یہ بڑی اچھی کتاب ہے ایسے لوگوں کے لئے جن کو سیرت کے ساتھ ساتھ اسلام پر کئے گئے اعتراضات کے بھی کچھ نہ کچھ جواب مل جاتے ہیں۔ ان کی یونیورسٹی کی لائبریریوں میں Five Volume Commentary بھی اور سیرت کی یہ کتاب جو انگلش میں ترجمہ ہو چکی ہے رکھوانے کا بھی کہا ہے، انشاء اللہ پہنچ جائے گی۔ اُن کو مَیں نے ایم۔ٹی۔اے کا بھی کہا کہ دیکھیں۔ اس کو دیکھنے سے بہت سارے سعید فطرت جو ہیں اُن کو اسلام کی حقیقت کے بارے میں پتہ لگ رہا ہے، صحیح تعلیم پتہ لگ رہی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ مصر کی الازہر یونیورسٹی میں آپ کے بارہ میں کیا سوچ ہے۔ وہاں کوئی بات ہوئی؟ تو اُن کو میں نے کہا کہ اُن کے پروفیسروں سے بھی چند سال پہلے بات چیت چلتی رہی اور اس پر پھر ہمارے عربی ڈیسک والوں نے اور شریف عودہ صاحب وغیرہ نے اُن کو بھجوانے کے لئے ایک کتاب تیار کی تھی جو اُن کو بھیجی گئی تھی لیکن ان لوگوں کے دل سخت ہیں، وہ مانتے نہیں لیکن جو سعید فطرت ہیں وہ اگر پڑھیں تو اُن کے دل بہرحال کھلتے ہیں۔ تو یہ لمبی گفتگو تھی جو ایسے لوگوں سے ہوئی اور وہ بعد میں کافی اثر لے کر گئے۔

فرینکفرٹ میں اردگرد کے ماحول میں کچھ فاصلے پر (کچھ فاصلے سے مراد ہے) ایک ڈیڑھ سو کلو میٹر سے زیادہ اور ایک تقریباً ستّر اسّی کلو میٹر کے اندر دو مساجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کا بھی موقع ملا۔ وہاں ایک مسجد کی تقریب سنگِ بنیاد میں میئر کے نمائندے کے طور پر اُن کے ڈپٹی میئر جو تھے وہ آئے ہوئے تھے۔ اس تقریب میں انہوں نے بھی کچھ الفاظ کہے اور میں نے بھی مسجد کے حوالے سے کچھ باتیں کیں لیکن بعد میں باتیں کرتے ہوئے وہ کہنے لگے کہ میں نے سنا ہے (یہ دیکھیں جہالت کا جو تصور ہے یہ صرف پرانا نہیں ہے بلکہ آج اس پڑھے لکھے زمانے میں اور یورپ میں بھی یہ تصور قائم ہے) کہ غیر مسلم کو قرآنِ کریم کا پڑھنا یا دیکھنا اسلام میں جرم ہے۔ میں نے کہا آپ کو یہ کس نے بتایا؟ ابھی آپ نے تلاوت سنی، اس کا ترجمہ سنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام دنیا کے لئے آئے تھے، تمام انسانوں کے لئے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ اعلان کروایا اور قرآنِ کریم تو ہر سعید فطرت کے لئے رحمت اور علاج ہے۔ اس لئے بالکل غلط آپ نے سنا ہے۔ بلکہ ہمارے ترجمے چھپے ہوئے ہیں۔ آپ کو دیئے جائیں گے آپ پڑھیں۔ یہ ہے تصور قرآنِ کریم کی تعلیم کا جو بعض مسلمان حلقوں کی طرف سے آج بھی بعض جگہوں پر پیش کیا جاتا ہے اور احمدی جو قرآنِ کریم کی اشاعت کے لئے کوشش کر رہے ہیں اس میں روکیں ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ضمناً مَیں ذکر کر دوں کہ گزشتہ دنوں انڈیا میں، دہلی میں بڑے اچھے علاقے میں قرآنِ کریم کی ایک نمائش ہوئی۔ قرآنِ کریم کی تعلیم کے بارہ میں یہ بڑی وسیع نمائش تھی اور بڑے خوبصورت طریقے سے سجائی گئی تھی۔ ہندو، سکھ، عیسائی اور اچھے پڑھے لکھے مسلمان بھی اُس میں آئے، دیکھتے رہے۔ تین دن کی نمائش تھی۔ پہلے دو دن تو علماء جو نام نہاد علماء ہیں انہوں نے اتنا شور مچایا اور پریشر ڈالا کہ وہاں حکومت کو خیال پیدا ہوا کہ کہیں فساد نہ پیدا ہو جائے۔ اس لئے تیسرے دن حکومت نے جماعت کو درخواست کی کہ یہ نمائش بند کر دی جائے۔ وہاں کے بڑے بڑے اخباروں نے اس کی بڑی تعریف کی کہ بڑی اعلیٰ نمائش تھی اور قرآنِ کریم کی تعلیم اور قرآنِ کریم کی حکمت کے بارے میں ہمیں اب پتہ لگا ہے۔ بعض مسلمانوں نے یہ تبصرے کئے کہ قرآن شریف کی تعلیم کا ایسا خوبصورت علم تو ہمیں پہلے تھا ہی نہیں۔ لیکن یہ مسلمان ہمیشہ روڑے اٹکاتے رہتے ہیں، ایسے ایسے غلط تصور ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔

پھر مجھے ایک اور بات یاد آ گئی۔ مَیں کل پرسوں کی ڈاک میں دیکھ رہا تھا۔ ایک شخص نے پاکستان سے لکھا کہ کہیں مَیں اپنے کسی غیر احمدی دوست کے ہاں افسوس کرنے گیا تو وہاں باتیں ہوتی رہیں۔ ایک صاحب وہاں کہنے لگے کہ مَیں نے سنا ہے کہ احمدی ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ احمدی کرنے سے پہلے تمہیں ایک کمرے میں بند کر دیتے ہیں، وہاں الماری پر قرآنِ کریم رکھ دیتے ہیں، پھر اُس کو کہتے ہیں الماری کو ہلاؤ اور دھکے دو، اگر قرآنِ کریم گر جائے تو سمجھو کہ تم پکّے احمدی ہو گئے۔ یہ تصورات ہیں، اس قسم کی جھوٹی باتیں ہیں۔ سوائے اس کے کہ ان لوگوں پر لعنت بھیجی جائے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ ان لوگوں نے اس طرح قوم کو بیوقوف بنا دیا ہے کہ کوئی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی۔

بہرحال جرمنی کے حوالے سے باتیں ہو رہی ہیں تو جرمنی میں فرینکفرٹ کے قیام کے دوران (جیسا کہ آپ نے ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے بھی دیکھ لیا کہ) خدام اور اطفال اور لجنہ کے اجتماعات بھی ہوئے، اُن میں شمولیت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے وہاں جانے اور اجتماع میں شامل ہونے کے فیصلے میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت ڈالی۔ پہلی مرتبہ مَیں نے اجتماع میں اطفال کو اُن کے مطابق کچھ باتیں کہیں اور وہیں مجھے خط آنے لگ گئے کہ ہم اب ان نصائح پر عمل کریں گے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ موبائل فون رکھنے کی اور اس قسم کی باتیں جو بچوں میں پیدا ہو رہی ہیں ان کی میں نے بعض مثالیں بھی پیش کی تھیں۔ ٹی وی یا انٹرنیٹ پر مستقل جو بیٹھے رہتے تھے بلکہ مستقل چمٹے رہتے ہیں انہوں نے اس سے پرہیز کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اصل چیز اعتدال ہے۔ ہمارے بچوں اور بڑوں کو پتہ ہونا چاہئے کہ ہر جائز کام بھی اعتدال کے اندر رہتے ہوئے کرنا ہے۔ اور غلط اور ناجائز کے تو قریب بھی نہیں جانا۔ پس یہ روح اگر ہمارے بچوں اور نوجوانوں میں پیدا ہو جائے تو ان بچوں اور نوجوانوں کا مستقبل بھی محفوظ ہو جائے گا اور جماعت کی مجموعی تربیت میں بھی اس سے ترقی ہوتی ہے۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ نے بھی میری باتیں سُن کر جس طرح مثبت ردّعمل دکھایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس پر مستقلاً عمل کرنے کی بھی توفیق دے اور ان کو جزا دے کہ فوری طور پر بات سن کر پھر لبیک بھی کہتے ہیں۔

لجنہ میں بھی بڑا اچھا پروگرام ہوا۔ اس کا ذکر بھی پہلے مَیں کر چکا ہوں۔ لیکن ایک بات کی طرف لجنہ کو بلکہ ساری دنیا کی لجنہ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرے اس خطبے کے حوالے سے ایک خاتون نے لکھا کہ مین ہال میں تو بڑا اچھا ماحول تھا۔ خاموشی سے آپ کا خطاب سنا گیا لیکن جو بچوں کا ہال تھا اُس میں بچوں کا شور تو جو ہوتا ہے وہ تھوڑا بہت ہوتا ہی ہے۔ مائیں خود اس حوالے سے کہ دُور بیٹھی ہیں بے تحاشہ باتیں کر رہی ہوتی ہیں۔ تو لجنہ میں جو علیحدہ مارکی یا علیحدہ ہال ایسی عورتوں کو دیا جاتا ہے جن کے بچے ہیں اُن کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ بچوں کو حتی الوسع اشارے سے خاموش کرانے کی کوشش کریں اور خود تقریر کی طرف توجہ دیا کریں۔ جو پروگرام ہو رہا ہے اُس کی طرف توجہ دیا کریں اور سنا کریں۔ یہ ہال اُن کو اس لئے نہیں دیا جاتا ہے کہ خود بیٹھ کے اپنی گپیں اور اپنی کہانیاں شروع کر دیں۔ آئندہ سے اس بارے میں بھی احتیاط ہونی چاہئے اور انتظامیہ کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔

فرینکفرٹ میں دوسرے جماعتی پروگرام بھی ہوتے رہے ہیں جیسا کہ میں نے کہا رپورٹ میں ان کا ذکر آ جائے گا۔ بہرحال یہ قیام وہاں قریباً دو ہفتے کا تھا۔

اُس کے بعد وہاں سے ناروے روانگی ہوئی۔ جیسا کہ آپ لوگوں نے خطبے میں سن لیا ہے کہ ناروے میں مسجد نصر کا افتتاح ہوا۔ ماشاء اللہ بہت خوبصورت مسجد ہے۔ یہاں سے بھی بعض لوگ گئے ہوئے تھے انہوں نے دیکھی ہے۔ بہت بڑی ہے اور صرف شمالی یورپ کی بہت بڑی مسجد نہیں ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ مسجد بیت الفتوح کے بعد (خیال نہیں بلکہ یقین ہے) یقیناً یہ مسجد یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ وہاں کی جماعت تو بہت چھوٹی ہے لیکن اس مسجد کو دیکھ کر لگتا ہے کہ بہت بڑی جماعت ہے یا یہ بہت امراء کی جماعت ہے لیکن دونوں باتیں غلط ہیں۔ نہ یہ بڑی جماعت ہے نہ وہاں امیر لوگ زیادہ ہیں۔ صرف خیال آنے اور احساس پیدا ہونے کی ضرورت تھی۔ وہ جب آیا تو توجہ پیدا ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانے میں اس مسجد کی یہ زمین خریدی گئی تھی اور اُس پر ایک ہال تقریباً بیسمنٹ کی طرز پر بنایا گیا تھا۔ شاید اُس وقت مسجد کی بیسمنٹ (Basement) بنوانا چاہتے تھے۔ بہرحال بعد میں کچھ نقشہ بھی تبدیل ہوا۔ مرکز نے اُس وقت تین چار ملین کرونر یا تقریباً چار پانچ لاکھ پاؤنڈ اُن کی مدد کی تھی۔ پھر اُن کو کہا گیا کہ اپنے وسائل سے یہ مسجد بنائیں۔ 2003ء میں مَیں نے بھی اِن کو توجہ دلائی۔ اُس وقت سے توجہ دلانی شروع کی لیکن ناروے کی جماعت اپنی جگہ سے ہلتی نہیں تھی۔ کبھی یہ مسئلہ آ جاتا تھا، کبھی دوسرا مسئلہ آ جاتا تھا۔ مجھے بھی انہوں نے اتنا تنگ کیا کہ مَیں نے ان کو کہہ دیا کہ آپ جو کرنا چاہتے ہیں اس سے کریں۔ اگر بڑی مسجد نہیں بن سکتی تو ایک چھوٹی سی مسجد کہیں اور جا کے، چھوٹی جگہ لے کے، بنا لیں۔ پھر جماعت خود بھی ایک وقت میں سوچنے لگ گئی کہ اس پلاٹ کو بیچ دیا جائے۔ کچھ نے رائے دی کہ نہیں بیچنا چاہئے۔ بہرحال پھر آخر فیصلہ ہوا کہ بڑا اباموقع پلاٹ ہے، شہر سے جو سڑک ائیر پورٹ کو جاتی ہے اُس پر واقعہ ہے، اونچی جگہ ہے، اس لئے اس کو بیچنا نہیں چاہئے۔

2005ء میں جب مَیں گیا تو اتفاق سے وہاں جو جمعہ پڑھا گیا، اس کے لئے جو ہال وہاں لیا گیا وہ بھی اس پلاٹ کے بالکل ساتھ تھا۔ تو مَیں نے انہیں اُس خطبہ میں وہاں توجہ دلائی تھی کہ انشاء اللہ ناروے میں مسجدیں تو بنیں گی، ایک دو نہیں بلکہ اس ملک میں ہر جگہ مساجد بنیں گی، یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ اُس

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

نے جماعت کو پھیلانا ہے لیکن آپ کی آئندہ نسلیں جب یہاں سے گزرا کریں گی تو یہ کہا کریں گی کہ یہ جگہ، ایک باموقع پلاٹ، ایک خوبصورت جگہ ایک زمانے میں ہمارے باپ دادا کو ملی تھی جس کو اُنہوں نے اپنے ہاتھوں سے گنوا دیا۔ کچھ خوفِ خدا کریں۔ جو عزم کیا ہے، جو ارادہ کیا ہے، اس کو ایک دفعہ پورا کرنے کی کوشش کریں۔ بہرحال کم و بیش انہی الفاظ میں توجہ دلائی تھی کہ اپنی نسلوں کے سامنے نیک نمونے قائم کریں، اور اُن کی دعاؤں کے بھی وارث بنیں۔ بہرحال یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی خوبصورتی ہے کہ وہ خلیفہ وقت کی طرف سے کئی گئی باتوں کو سنتے ہیں اور پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک جوش اور ولولہ اُن میں پیدا ہو جاتا ہے تبھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ جماعت کے اخلاص و وفا کو دیکھ کر ہمیں بھی بعض دفعہ حیرت ہوتی ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 605۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

بہرحال جب ناروے جماعت نے ارادہ کیا اور اس توجہ دلانے پر اُن کی آنکھیں کھلیں تو اُنہوں نے قربانیوں کی مثالیں بھی قائم کیں جن کا اپنا ایک لمبا ذکر ہے۔ پچھلے ناروے کے خطبے میں کچھ مَیں نے بیان بھی کیا تھا اور تقریباً سو ملین کرونر سے زیادہ کی قربانی دے کر اس مسجد کی تکمیل ہوئی ہے۔ کرونز میں بعض دفعہ بعضوں کے علم میں حوالے یا ریفرنس نہیں ہوتے تو یہ تقریباً بارہ ملین پاؤنڈ بنتا ہے۔ بارہ لاکھ نہیں، بارہ ملین پاؤنڈ بلکہ اس سے اوپر رقم بنتی ہے۔ اور یہ لوگ جیسا کہ مَیں نے کہا کوئی غیر معمولی امیر لوگ نہیں ہیں لیکن جب ان کو توجہ دلائی گئی اور ان کو یہ باور کروایا گیا کہ آئندہ نسلوں کے لئے کیا نمونہ چھوڑ کر جانے لگے ہو تو صرف وقتی جذبہ نہیں، انہیں وقتی غیرت نہیں آئی بلکہ وہ نیکی کی رَگ اُبھری جو ایک احمدی میں ہر وقت موجود رہتی ہے۔ اگر وقتی جوش ہوتا تو ایک سال کے بعد تھک کر بیٹھ جاتے۔ گو ایسے موقعے آئے کہ انتظامیہ نے پریشان ہو کر پھر مجھے لکھنا شروع کر دیا لیکن توجہ دلانے پر پھر جُت جاتے تھے۔ آخر پانچ سال یا چھ سال کی قربانی کے بعد وہاں صرف آٹھ نو سو افراد کی جو جماعت ہے، انہوں نے یہ سب سے بڑی مسجد بنا لی ہے۔ ائیرپورٹ سے شہر کو جاتے ہوئے جیسا کہ میں نے کہا یہ ایک خوبصورت نظارہ پیش کرتی ہے۔ وہاں کے وزیرِ اعظم نے بھی یہ اعتراف کیا کہ یہ ایک خوبصورت اضافہ ہے جو اس سڑک پر ہوا ہے۔ روزانہ تقریباً اسّی نوے ہزار گاڑیاں، کاریں وغیرہ وہاں سے گزرتی ہیں جو اس مسجد کو دیکھتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی چیز کی چاٹ لگ جائے تو پھر اس کے حصول کے لئے ہر کوشش ہوتی ہے۔ ہماری ناروے کی جماعت میں بھی لگتا ہے کہ اکثر لوگوں میں یہ صورت پیدا ہو رہی ہے۔ یا تو یہ حال تھا کہ دس سال تک مسجد بنانے کے بہانے تلاش کرتے رہے کہ بن سکتی ہے کہ نہیں بن سکتی؟ مشکلات کی ایک فہرست پیش کرتے رہے یا اب کہتے ہیں کہ وہاں ایک اور شہر ہے جس کا نام کرسچن سانڈ ہے، وہاں چھوٹی سی جماعت ہے، کہ ہم نے وہاں بھی مسجد بنانی ہے اور اُس کے بھی جو اخراجات ہیں وہ کافی آ رہے ہیں کیونکہ ناروے میں مہنگائی بھی کافی ہے۔ مَیں نے اُنہیں کہا ہے کہ یہ مسجد تو ابھی آپ نے مکمل کی ہے، فوری طور پر نئی مسجد کس طرح شروع کر دیں گے؟ تو اب ماشاء اللہ اُن کی جرأت اتنی بڑھ گئی ہے کہ عاملہ نے بھی اور بعض لوگوں نے بھی مجھے ذاتی طور پر کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بنا لیں گے، اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے۔ پس یہ جوش و جذبہ ہے جو ایک احمدی میں ہے۔ ایک مرتبہ ارادہ کر لیا تو پھر کوئی بند نہیں ہے۔ اگر نیت نیک ہے تو سب بند ٹوٹ جاتے ہیں۔ ہر روک جو ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ اور یہ سب چیز جو ہے یہ کسی فرد کا یا اُن چند افراد کا کمال نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ برکت ڈالتا ہے اور دلوں کو بدلتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدوں کے پورا ہونے کی یہ دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ فرمایا تھا کہ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ کہ وہ لوگ تیری مدد کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ پس جب ارادے نیک ہوئے، نیتیں نیک ہوئیں، دعا کی طرف بھی، اور اللہ تعالیٰ کی طرف بھی توجہ ہوئی تو پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کے دلوں کو ایسا کھولا کہ ہر وقت مدد کے لئے تیار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کا کام، آپ کی اس خواہش کو پورا کرنے کا کام کہ اسلام کو متعارف کرانے کے لئے مسجدیں بنا دو۔ یعنی وہ مسجدیں جن کے بنانے والے اور عبادت کرنے والے خدا اور رسول کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں تو پھر اسلام اس طرح خوبصورت رنگ میں متعارف ہوتا ہے کہ دنیا اس کی خوبصورتی دیکھ کر دَنگ رہ جاتی ہے۔

پس افرادِ جماعت نے نیک کام کے لئے اپنی حالتوں کو بدلنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی غیر معمولی وسعتِ حوصلہ اور توفیق میں وسعت عطا فرما دی اور دنیا میں اور جگہوں پر بھی فرما رہا ہے۔ اس مرتبہ تو دورے کے دوران یہ لوگ مجھے پہلے سے بہت بڑھ کر ایمان و اخلاص میں بڑھتے ہوئے نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و اخلاص کو ہمیشہ بڑھاتا رہے اور ہر احمدی کے ایمان و اخلاص کو بڑھاتا رہے۔

ناروے بھی یورپ کے اُن ممالک میں سے ہے جہاں عموماً تربیت کی طرف بہت توجہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ دنیا داری کی طرف رجحان بھی ہے لیکن اس مرتبہ مجھے وہاں مردوں اور عورتوں کو، بچوں کو، بچیوں کو سمجھانے پر اُن کی نظروں میں شرم و حیا اور افسوس بھی نظر آیا۔ یہ عزم اور ارادہ نظر آیا کہ ہم اپنی کمزوریاں بھی دور کریں گے۔ خاص طور پر واقفینِ نو اور واقفاتِ نو نے اس بات کا اظہار کیا۔ جب مَیں نے انہیں اُن کی کلاس کے دوران سمجھایا کہ اُن کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ واقفاتِ نو نے تو بہت زیادہ عزم کا اظہار کیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ اپنی حالتوں کو بدلیں گی بلکہ اپنے ماحول کی حالتوں کو بدلیں گی اور اس بات پر شرمندگی کا اظہار کیا کہ اُن سے پردے اور لباس اور احمدی لڑکی کے وقار کے اظہار میں جو کمیاں اور کوتاہیاں ہوتی رہی ہیں وہ نہ صرف اُن کو دور کریں گی بلکہ اپنے ماحول میں، جماعتی ماحول میں بھی اور باہر کے ماحول میں بھی ایک نمونہ بن کے دکھائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بھی توفیق عطا فرمائے اور دنیا کے ہر احمدی بچے کو اور بچی کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ احمدیت کا صحیح نمونہ ہو۔ کیونکہ اگر ہماری لڑکیوں اور عورتوں کی اصلاح ہو جائے تو آئندہ نسلوں کی اصلاح کی بھی ضمانت مل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی برکت ڈالتا ہے۔ بہرحال ناروے کی جماعت میں مجھے پانچ سال میں بعض لحاظ سے بہت زیادہ بہتری نظر آئی ہے۔

ناروے میں غیروں کے ساتھ جو پروگرام ہوتے رہے اُن کا بھی کچھ ذکر کر دیتا ہوں اور اس سے پہلے ناروے کی حکومت کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے وہاں اپنے حالات کی وجہ سے سیکورٹی کا بڑا انتظام رکھا، کیونکہ جولائی میں وہاں ایک واقعہ ہو گیا تھا اور کچھ ویسے بھی اُن کو شاید کوئی اطلاعیں تھیں، تو انہوں نے مسجد میں مستقل سیکیورٹی رکھی۔ میرے قیام کے دوران میرے ساتھ بھی رہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس کی جزا دے۔

وہاں ایک ممبر پارلیمنٹ نے پارلیمنٹ ہاؤس میں وزٹ کا ایک پروگرام رکھا ہوا تھا جس میں چار پانچ پارلیمنٹ کے ممبر بھی موجود تھے۔ یہاں چھوٹی سی ریسپشن بھی تھی۔ وہاں بھی اچھا پروگرام رہا۔ وہاں کے پارلیمنٹ کے پریذیڈنٹ، اینڈرسن (Anderson)، جو ہمارے ہاں سپیکر کہلاتے ہیں، اُن سے بھی ملاقات ہوئی۔ اُن کو بھی جماعت کے تعارف کا تفصیل سے موقع ملا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد، آپ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی، اس طرح تفصیل سے ساری باتیں ہوئیں۔ خود ہی مجھے پوچھنے لگے کہ شیعہ سنی اور تم لوگوں میں کیا فرق ہے؟ اس سے پھر آئندہ آگے مزید باتیں کھلتی ہیں تو بہرحال باتیں چلتی رہیں۔ اسی طرح مختلف اخبارات اور ریڈیو اور ٹی وی چینل کے نمائندوں نے بھی انٹرویو لئے۔ ناروے ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ کُل آبادی تو پانچ ملین ہے۔ جس اخبار نے انٹرویو لیا اُس کی سرکولیشن تین لاکھ پچاس ہزار ہے اور اچھے ماحول میں اُس نے انٹرویو لیا۔ مسجد کا مقصد، اسلام کی تعلیم، جماعت احمدیہ کا کیا مقصد ہے، یہ ساری باتیں ان لوگوں نے اپنے انٹرویو میں یا اخباروں میں شائع کیں، یا ریڈیو میں بیان کیں یا ٹیلی ویژن کے پروگراموں میں بیان کیں اور اچھے وقت لئے بیان کرتے رہے۔ پھر جماعت کا اور خلیفۂ وقت کا کیا تعلق ہے؟ کیا کرنے آئے ہیں؟ اس قسم کے سوالات تھے۔ ان کے بڑے تفصیلی جواب اُنہیں دیئے اور اس کا پھر خود بھی انہوں نے مشاہدہ کیا۔ جب وہ باہر نکلتے تھے تو جماعت کے افراد سے بھی پوچھ لیتے تھے اور پھر افرادِ جماعت کا جو اپنا ایک جذباتی تعلق ہوتا ہے جب وہ بیان کرتے تھے تو اُس سے وہ اور متأثر ہوتے تھے کہ کس طرح ایک جماعت ہے جس میں خلافت اور جماعت کا وجود ایک بنے ہوئے ہیں۔ بہرحال باقی تو مسلمانوں کے حوالے سے باتیں ہوتی رہیں کہ مسلمان کیا کہتے ہیں اور آپ کیا کہتے ہیں اور آپ کو مسجد کیوں نہیں کہنے دیتے اور آپ کو مسلمان کیوں نہیں سمجھتے؟ یہ تو تفصیلی باتیں ہیں جو رپورٹس میں آ جائیں گی۔

ناروے میں جب ہماری مسجد کی reception ہوئی ہے تو اُس میں 120 کے قریب لوکل نارویجین افراد تھے جن میں سے گیارہ پارلیمنٹیرین تھے۔ وہاں کی وزیرِ دفاع خاتون ہیں جو وزیرِ اعظم کی نمائندگی میں وہاں آئی تھیں۔ وزیرِ اعظم کا پیغام بھی انہوں نے پڑھا اور اس سے پہلے اُن سے بھی کچھ تفصیلی باتیں ہوتی رہیں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں نے آپ کو پیغام بھی بھیجا تھا اور آپ کے درد کو ہم محسوس کرتے ہیں کیونکہ ہمارے احمدی بھی اسی طرح شہید کئے جاتے ہیں۔ پھر اسی طرح اُن کو جو جماعتی خدمات ہیں، انسانی ہمدردی کی خدمات، تعلیمی خدمات، طبی خدمات اُن کے بارے میں تفصیل سے تعارف کروایا تو بڑی حیران تھیں کہ کوئی مسلمان تنظیم ایسی بھی ہے جو اس طرح کام کر سکتی ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ مَیں تھوڑے وقت کے لئے آئی ہوں۔ تقریباً رات پونے آٹھ بجے انہوں نے واپس جانا تھا لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ جو میرے سے پہلے بولنے والے مقررین تھے اُن کی باتیں کچھ لمبی ہو گئیں تو پونے آٹھ بجے میری تقریر شروع ہوئی اور تقریر بھی کافی لمبی تھی تو وہ آرام سے بیٹھی رہیں۔ عموماً سکینڈے نیوین ملکوں میں مَیں نے دیکھا ہے کہ یہ لوگ تیس پینتیس منٹس (Minutes) سے زیادہ سننے کے عادی نہیں۔ لیکن میری باتیں تقریباً وہ پچاس منٹ تک

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خاموشی سے سنتی رہیں۔ مَیں نے بعد میں معذرت کی۔ کہنے لگیں کہ نہیں مجھے لگا کہ آج مَیں نے اپنے وقت کا صحیح استعمال کیا ہے اور پھر اُس کے بعد بھی وہ بیٹھیں، کھانا کھایا اور جہاں پونے آٹھ بجے جانا تھا وہاں ساڑھے نو تک بھی اُن کا اُٹھنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ بہرحال وہاں کافی باتیں ہوتی رہیں۔ کیونکہ reception میں مسجد کے حوالے سے مَیں نے بتایا کہ ہماری مسجد تو اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے، ایک خدا کی عبادت کی جائے۔ اور یہاں جب ایک خدا کی عبادت کے لئے انسان آتا ہے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی دہشت گردی، کسی قسم کی بدامنی کا خیال بھی پیدا ہو۔ سکینڈے نیوین ممالک میں بھی بعض ایسے طبقے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیم پر بہت زیادہ اعتراضات کرتے ہیں اس لئے اُن کو قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کافی وضاحت سے مَیں بتانا چاہتا تھا جو مَیں نے بتایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا کہ آپ کی تڑپ تو یہ تھی اور آپ کی حالت یہ تھی کہ آپ کی راتیں بے چین ہوتی تھیں اور تڑپ کے دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سیدھے راستے پر چلائے اور یہ خدا کو پہچان لیں۔ مَیں نے ان کو بتایا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کسی بھی قسم کا ایسا خیال ہوتا کہ دنیا پر قبضہ کرنا ہے تو یہ راتوں کی تڑپ نہ ہوتی۔ راتوں کی یہ تڑپ صرف اس دنیا کے امن کے لئے نہیں تھی بلکہ لوگوں کو آئندہ زندگی میں بھی، جو مرنے کے بعد کی زندگی ہے، اُس کے امن کی ضمانت کے لئے بھی یہ تڑپ اور دعائیں تھیں۔ تو بہرحال قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے حوالے سے ایک بڑا اچھا پروگرام رہا۔ اُن سے کافی تفصیلی باتیں ہوئیں۔ باتیں کیا ہوئیں اُس تقریر میں، اُس reception میں یہ سب کچھ مَیں نے بیان کیا۔

اسی طرح وہاں کالمار کی کاؤنٹی کے پریذیڈنٹ بھی آئے ہوئے تھے۔ سکینڈے نیوین ملکوں میں جو پارٹیاں ہیں وہ آپس میں سسٹر پارٹیاں کہلاتی ہیں یا مختلف ملکوں میں بس ایک ہی نام سے چل رہی ہیں اور وہ لوگ ایک دوسرے کو سپورٹ بھی کرتے ہیں۔ تو یہ پریذیڈنٹ صاحب تھے یہ بھی موجودہ حکومتی پارٹی کے ممبر ہیں جو اس کے مقابل پر سویڈن میں حکومتی پارٹی ہے۔ بہرحال انہوں نے اپنے اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ یہاں جلسے پر بھی پہلے آچکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں جلسے پر جا چکا ہوں اور جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتی ہے اور اس سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ یہ حقیقی امن کی علم بردار ہے۔

پھر اسی طرح ایک دن پیغام ملا کہ وہاں کے سابق پرائم منسٹر جو ہیں وہ بھی مسجد دیکھنے آرہے ہیں اور ملنا بھی چاہتے ہیں۔ آج کل ناروے کی ہیومن رائٹس آرگنائزیشن کے صدر ہیں۔ اُن سے بھی اچھی تفصیلی گفتگو ہوتی رہی۔ جماعت کی خدمات اور جماعت کے ساتھ دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے، ان سے یہ ساری باتیں ہوئیں۔

یہ جو مسجد ہے اس کی وجہ سے جو تعارف ہوا اُس کا بھی ذکر کر دوں۔ عالمی دنیا میں ہونے والی تعمیرات سے متعلق جو خبریں شائع ہوتی ہیں، اس کے لئے ایک آن لائن ورلڈ آرکیٹیکچر نیوز اخبار ہے۔ اس کو ماہانہ دس یا گیارہ ملین لوگ visit کرتے ہیں۔ اور ان کا ایک ہفت روزہ e.news letter بھی ہے جو 147 ہزار افراد کو ای میل کیا جاتا ہے اور تعمیرات کے حوالے سے دنیا بھر کے جو تعمیر کرنے والے ہیں، سٹوڈنٹ ہیں یا تعمیراتی ادارے ہیں وہ اس کے ممبر ہیں۔ تو اس اخبار نے بھی اور اس ویب سائٹ نے بھی مسجد کی تصویر اور خبر شائع کی کہ شمالی یورپ کی سب سے بڑی مسجد یہاں تعمیر ہوئی ہے اور اس کا افتتاح کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے سربراہ آئے ہیں اور ایک قومی لینڈ مارک ہے۔ اس طرح کی خبر اور اس کے ساتھ ساتھ یہ خبر بھی اُس میں دی گئی کہ مسجد خاص طور پر اس طرح ڈیزائن کی گئی ہے کہ امن کی علامت لگے۔ تو اس لحاظ سے مسجد کے مختصر تعارف کے ساتھ جو میں نے بیان کیا ہے اسلام کے تعارف کی بھی کافی لمبی تفصیل پیش ہوئی۔ پھر sys-con media ہے۔ اس کا انٹرنیٹ ٹیکنالوجی اور میگزین پبلشنگ میں بھی ایک اہم نام ہے۔ اس میں ٹیکنالوجی کی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ اس نے بھی مسجد کے حوالے سے، پھر احمدیت کی اور اسلام کی تعلیم کے حوالے سے، reception کے حوالے سے اور افتتاح کے حوالے سے اُس میں کافی لمبی خبر دی ہے۔ بلکہ اس نے وہاں نارویجین وزیر دفاع کا بحوالہ بھی کوٹ (Quote) کیا کہ وہ کہتی ہیں کہ نئے ناروے کی تعمیر میں ایک کلیدی کردار مذہب کا بھی ہے۔ اس لئے ہمیں ہر ایک کے لئے اپنے دل کھولنے ہوں گے اور ہر ایک کو ساتھ ملانا ہوگا۔ جیسا کہ ہم آج یہاں یعنی ہماری مسجد کی reception میں دیکھ رہے ہیں۔ یہ لکھنے والا اخبار میں لکھتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ قطع نظر اس کے کہ یہ میری عبادت گاہ نہیں ہے مَیں یہاں حقیقی خوشی محسوس کر رہی ہوں۔

پھر مَیں نے وہاں جو نارویجین واقعہ ہوا تھا اُس پر افسوس کا اظہار کیا تھا۔ اُس کی بھی تفصیل اُس نے میرے حوالے سے لکھی۔

ناروے سے پھر ہیمبرگ میں واپسی ہوئی۔ وہاں بھی دو پارلیمینٹیرین تھے وہ ملنے کے لئے آئے۔ ان کی پارلیمنٹ میں اچھی پوزیشن ہے۔ ہیومن رائٹس کے حوالے سے وہ کام کر رہے ہیں۔ اُن سے تفصیلی بات ہوئی تو اُن کو میں نے بتایا کہ ہیومن رائٹس کیا چیز ہیں اور کچھ سوال بھی اُن سے مَیں نے پوچھے۔ کچھ دیر بعد مجھے کہنے لگے کہ جیسا سوال تم پوچھ رہے ہو اس کی تو مَیں تیاری کر کے نہیں آیا۔ اس کے بعد مَیں نے بتایا کہ کس طرح اصل امن دنیا میں قائم کر سکتے ہیں۔ قرآنی تعلیم کیا ہے اور آپ لوگ یعنی بعض مغربی ممالک کیا کر رہے ہیں۔ اس کے بعد باہر جا کے ہمارے جو دو احمدی دوست لے کے آئے تھے، اُن سے کہتے ہیں کہ اس نے تو مجھے سوچنے کے بعض نئے زاویے دیئے ہیں۔ ہماری تو ایک سوچ ہوتی ہے۔ اب ان زاویوں پر مَیں سوچوں گا تا کہ ہمیں پتہ لگے کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کیا طریقے اختیار کرنے چاہئیں اور ان سے باہر آنا چاہئے جو ہم کر رہے ہیں۔ ان کو بھی میں نے کھل کر کہا تھا کہ ایک طرف وہی طاقتیں ہیں جو امن کا نعرہ لگاتی ہیں اور دوسری طرف وہی طاقتیں ہیں جو لڑنے والوں کو اسلحہ بھی دے رہی ہوتی ہیں۔ اس طرح تو امن قائم نہیں ہو سکتا۔ پھر امن کے نام پر تم لوگ ظلم کرتے چلے جاتے ہو۔ لیبیا وغیرہ کی مثالیں سامنے ہیں۔ بہرحال کچھ نہ کچھ اُن کو سمجھ آگئی تھی اور مَیں نے کہا کہ قرآنِ کریم کی تعلیم تو یہ ہے کہ جب امن قائم کر جاؤ تو پھر واپس لوٹ آؤ۔ پھر بدلے اور ذاتی اَنائیں اور ذاتی مفادات کی طرف توجہ نہ دو۔ تو یہ قرآنِ کریم کی خوبصورت تعلیم ہے جس پر تم عمل کرو گے تو دنیا کا امن قائم ہو سکتا ہے۔ نہیں تو نہیں۔ بہرحال ان کو کچھ نہ کچھ سمجھ آئی۔ انہوں نے کہا کہ میں سوچوں گا بھی اور اپنے حلقے میں بھی یہ باتیں پہنچاؤں گا۔

یہاں سے ایک دن ہم ڈنمارک کا ایک شہر ہے ناسکو، وہاں بھی گئے تھے۔ وہاں ہمارے البانین اور بوسنین لوگوں کی جماعت ہے۔ تقریباً سو کے قریب افراد ہیں۔ یہاں کوئی پاکستانی نہیں ہے۔ میرے خیال میں تو ان کی خواہش بھی تھی کہ مَیں وہاں آؤں۔ بڑا اخلاص رکھنے والی جماعت ہے۔ اس کا فائدہ بھی ہوا۔ اُن کے بعض تربیتی مسائل تھے اُن کا پتہ چلا۔ بعض گھرانے تو اخلاص و وفا میں اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ کبھی پہلے ملے نہیں، دیکھا نہیں۔ بچوں سے لے کر بڑوں تک سب سے ملاقاتیں بھی ہوئیں تو وہاں جانے کا بہت فائدہ ہوا۔ ایک رات وہاں گزاری بھی۔ ایک سینٹر ہے جو جماعت نے کچھ عرصہ ہوا وہاں لیا ہے جہاں اب باجماعت نماز اور جمعہ وغیرہ ہوتا ہے۔ اس کو فی الحال تو مسجد کی شکل دی ہے لیکن وہاں کے میئر کا نمائندہ جو ڈپٹی میئر تھے اور کچھ اور پڑھے لکھے لوگ ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے تو وہاں مَیں نے کہا کہ اگر ہمیں باقاعدہ مسجد کے لئے جگہ مل جائے تو ہم مسجد بنائیں گے۔ اس پر انہوں نے وعدہ تو کیا ہے کہ کوئی وجہ نہیں کہ جگہ نہ ملے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ مسجد بنائیں گے کیونکہ ہمیں اب پتہ لگ گیا ہے کہ جماعت ایک پُرامن جماعت ہے۔ یہی شہر جس میں چند مہینے پہلے جو سینٹر بنایا گیا یا مسجد کی شکل دی گئی ہے تو اس میں آکے وہاں کے مقامی لوگوں نے جو اسلام کے خلاف ہیں کچھ پینٹ وغیرہ کئے، کچھ گند وغیرہ پھینکا لیکن بہرحال مقامی انتظامیہ اور پولیس نے کافی ساتھ دیا۔ دشمنی تو وہاں ہے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کا جو پیغام ہے، اسلام کا جو پیغام ہے وہ پہنچ رہا ہے اور پڑھے لکھے طبقہ کو احساس پیدا ہو رہا ہے کہ احمدیت اسلام کی وہ تصویر پیش کرتی ہے جو حقیقی اسلام ہے اور پُرامن اسلام ہے اور اس کا بڑا فائدہ ہوتا ہے اور دوروں کے دوران جب اخبارات بھی خبریں شائع کرتے ہیں تو مزید لوگوں تک وہ پیغام پہنچتا ہے۔

پھر اسی طرح واپسی پر برسلز (Brussels) بیلجیم میں پہلی مسجد جس کا نام بیت المجیب رکھا گیا ہے اُس کا سنگِ بنیاد رکھنے کی بھی توفیق ملی اور انشاء اللہ یہ مسجد بھی امید ہے کہ اب ایک سال میں بلکہ اس سے پہلے ہی مکمل ہو جائے گی۔ اچھی خوبصورت مسجد بن رہی ہے اور یہ بیلجیم کی پہلی مسجد ہوگی۔ وہاں بھی مختلف ممبر آف پارلیمنٹ اور کچھ میئرز آئے ہوئے تھے۔ جس علاقے میں ہمارا پہلا مشن ہاؤس ہے، ڈلبیکس (Dilbeeks) اس کا نام ہے وہاں کے میئر بھی آئے ہوئے تھے۔ اور کچھ دوسری پارٹیز کے نمائندے بھی تھے۔ تو اُن سب نے اچھے خیالات کا اظہار کیا اور سب نے مسجد کے پروگرام کو، جماعت کی تعلیم کو خوب سراہا، بلکہ میئر نے اپنے تاثرات میں بعد میں ایک تو یہ کہا کہ مجھے اپنی تصاویر دو، اس سارے پروگرام کی سی ڈیز دو، ڈی وی ڈیز دو کہ وہ جماعت احمدیہ کے امن کے اس خوبصورت پیغام اور اس مسجد کو اپنے علاقے کی کونسل اور عوام کو دکھانا چاہتے ہیں اور ان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں بھی ایسی خوبصورت مسجد اور ماحول کا آغاز جلد ہونا چاہئے۔ دوسرے انہوں نے یہ بھی کہا کہ اُن سے جو میرا خطاب تھا وہ اس تقریب کی کارروائی اپنی کونسل کی آفیشل ویب سائٹ پر چلانا چاہتے ہیں۔

پھر وہاں فؤاد حیدر صاحب جو مراکو کے ہیں اور مسلمان ہیں لیکن برسلز پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور کہا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا خلافت کے بغیر کوئی مستقبل نہیں ہے۔ انہوں نے میرے بارے میں یہ بھی کہا کہ وہ میرے خیالات اور جماعت احمدیہ کا امن اور سلامتی کا پیغام اپنے پیشہ ورانہ دوستوں کو بلاامتیاز چاہے وہ مسلمان ہوں یا دوسرے مذہب والے ہوں، سب کو اور اسی طرح اپنے حلقہ احباب میں شامل دوسرے احباب کو ضرور پہنچائیں گے۔ بلکہ انہوں نے ہمارے مبلغ کو کہا کہ اس ہفتے مجھے آکے ملیں۔ یہ پہلے بھی مجھے ایک دفعہ مل چکے ہیں۔ بڑے اچھے شریف النفس انسان ہیں اور جماعت سے اچھا تعلق ہے اور بڑے جرأت والے اور آؤٹ سپوکن (Out Spoken) ہیں۔ کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے جانے سے جو اخباروں کی توجہ پیدا ہوتی

ہے، ان سیاستدانوں یا لیڈروں کی توجہ پیدا ہوتی ہے، پڑھے لکھے لوگوں کی توجہ پیدا ہوتی ہے تو بہت فوائد ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ ہماری کوششیں ہیں، اصل پھل تو اللہ تعالیٰ نے لگانے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ پھل لگتے چلے جائیں۔ بلکہ ایک اَور علاقے کے میئر بھی وہاں آئے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ اس تقریب میں شامل ہو کر بیحد خوشی ہوئی۔ کہتے ہیں کہ آج ایک منسٹر برائے ایجوکیشن یوتھ پاسکل سمتھ (Pascal Smith) نے ان کے شہر ایک آفیشل دورے پر آنا تھا اور بطور میئر میری وہاں موجودگی ضروری تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرا اس تاریخی موقع پر جبکہ خلیفۃ المسیح یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اس تقریب میں شامل ہونا ہی میرے لئے سب سے اہم اور ضروری کام تھا۔ لہٰذا میں آج آپ کے درمیان موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزا دے۔

پھر ایک علاقے کے ڈپٹی میئر اور کونسلر ہیں، انہوں نے کہا کہ چونکہ اس مسجد کی منظوری کے لئے میں نے جماعت احمدیہ بیلجیم کو اپنا تعاون اور مدد فراہم کی تھی۔ لہٰذا اب میں اس موقع پر (میرا کہا کہ) خلیفۃ المسیح کا خطاب سننے کے بعد بھی بہت خوش ہوں اور یقین کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ میرا جماعت کی مدد اور تعاون کا فیصلہ بالکل درست تھا اور مجھے خلیفۃ المسیح کی یہ بات سن کر بہت خوشی ہوئی کہ یہ مسجد صرف ایک مسجد ہی نہیں بلکہ یہ مسجد بیلجیم اور اس علاقے کے عوام کے لئے امن اور محبت کا ایک نشان اور علامت بھی ہے۔

پس ہر لحاظ سے یہ دورہ بابرکت ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت ڈالی۔ بیلجیم میں ایک طبقہ جو اسلام کے خلاف ہے انہوں نے کچھ دن پہلے علاقے میں شدید اشتہار بازی کی تھی کہ اس مسجد کو نہیں بننے دینا چاہئے اور پھر جلوس کی تاریخ مقرر کی، دو دن پہلے جلوس نکالا تھا۔ ہفتے کو بنیاد رکھی گئی۔ جمعرات کو جلوس تھا۔ لیکن پھر جلوس میں اس دن تو کوئی چند لوگوں کی معمولی تعداد شامل ہوئی اور کسی نے توجہ نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ماحول کو پھیرا ہے کہ وہاں کی انتظامیہ کو جو فکر تھی، بالکل غائب ہوگئی۔ بہرحال یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''ہماری کوششیں تو بچوں کا کھیل ہے۔ نہ لوگوں کے دلوں سے ہم وہ گند نکال سکتے ہیں جو آجکل دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے، نہ کمال محبتِ الٰہی کا اُن کے اندر بھر سکتے ہیں۔ نہ اُن کے درمیان باہمی کمالِ اُلفت پیدا کر سکتے ہیں جس سے وہ سب مثل ایک وجود کے ہو جائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں صحابہؓ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ (الانفال: 63-64) وہ خدا جس نے اپنی نصرت سے اور مومنوں سے تیری تائید کی اور ان کے دلوں میں ایسی اُلفت ڈالی کہ اگر تو ساری زمین کے ذخیرے خرچ کرتا تو بھی ایسی الفت پیدا نہ کر سکتا، لیکن خدا نے ان میں یہ الفت پیدا کر دی۔ وہ غالب اور حکمتوں والا خدا ہے۔ جس خدا نے پہلے یہ کام کیا وہ اب بھی کر سکتا ہے۔ آئندہ بھی اسی پر توکل ہے۔ جو کام ہونے والا ہوتا ہے اس میں خدا تعالیٰ کے فضل کی روح پھونکی جاتی ہے۔ جیسا کہ باغبان اپنے باغ کی آبپاشی کرتا ہے تو وہ تروتازہ ہوتا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ اپنے مرسلین کے سلسلہ کو ترقی اور تازگی عطا فرماتا ہے۔ جو فرقے صرف اپنی تدبیر سے بنتے ہیں ان کے درمیان چند روز میں ہی تفرقے پیدا ہو جاتے ہیں جیسا کہ برہمو تھوڑے دن تک ترقی کرتے کرتے آخر رک گئے اور دن بدن نابود ہوتے جاتے ہیں کیونکہ ان کی بنا صرف انسانی خیال پر ہے''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 333-332۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس یہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے اس نے ترقی کرنی ہے اور کرتی چلی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی جو بھی معمولی سی، حقیر سی کوششیں ہیں وہ کرنے کی توفیق دے تا کہ ہم اس ثواب میں حصے دار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں میں برکتیں ڈالے اور ہمیں ان ترقیات کے نظارے بھی دکھائے۔

نماز کے بعد مَیں آج ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری غلام قادر صاحب آف کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ کا ہے۔ 4/اکتوبر کو ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ بطور صدر لجنہ کھیوہ باجوہ لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ تہجد گزار خاتون تھیں، صوم صلوۃ کی پابند، قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والی۔ بچوں کو نمازوں کا پابند اور قرآنِ کریم کی تلاوت کا عادی بنایا اور ہمیشہ کوشش رہتی تھی۔ موصیہ تھیں۔ ان کے ایک بیٹے محمد اقبال صاحب ہیں جو مڈغاسکر میں ہمارے مبلغ ہیں۔ یہ جنازے میں بھی شامل نہیں ہوسکے۔ ان کی نمازِ جنازہ غائب انشاء اللہ نماز کے بعد پڑھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 2

22/ستمبر 2011ء بروز جمعرات:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا چھ بجے مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

سوا دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح مسجد میں تشریف لا کر نماز ظہر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح مسجد میں تشریف لا کر نماز عصر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج 22 خاندانوں کے 102 افراد کے علاوہ پانچ افراد نے انفرادی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ملاقات کرنے والوں میں جرمنی کی درج ذیل مختلف جماعتوں سے آنے والی فیملیز شامل تھیں۔

Gross ، Frankfurt ،Friedberg ،Pfungstadt، Badhamburg،Dierzenbach Neuess،Wetzlar ،Wiesbaden ،Darmstadt ،Griesheim ، Raun Hiem،Gerau ۔

علاوہ ازیں پاکستان اور کینیڈا سے آنے والے افراد نے بھی ملاقات کی۔

جرمنی کی ان جماعتوں سے آنے والی فیملیز لمبے سفر کر کے اپنے پیارے آقا کی ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔ ہر ایک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چھوٹے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں اور بڑی عمر کے تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور نوجوانوں کو قلم عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر بیس (20) منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

23/ستمبر 2011ء بروز جمعۃ المبارک:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا چھ بجے مسجد میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

نماز جمعہ

آج نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے بیت السبوح میں جگہ کی کمی کے باعث فرنکفرٹ شہر کے علاقہ گروس گیراؤ (Gross Gerau) میں ایک سکول Martin Buber کے سپورٹس ہال میں انتظام کیا گیا تھا۔

فرینکفرٹ کی تمام تیرہ (13) جماعتوں کے علاوہ ضلع گروس گیراؤ کی چوبیس (24) جماعتوں اور ویزبادن، ڈامسٹڈ، منہائیم، کوبلنز، کولون، کاسل اور Fried Berg کی جماعتوں کے احباب جماعت مرد و خواتین اور بچے بڑی کثرت سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے تھے۔

بعض فیملیز مختلف شہروں سے بڑا لمبا سفر طے کر کے اپنے پیارے امام کی اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچی تھیں۔ کوبلنز سے آنے والے احباب 130 کلومیٹر، کاسل سے آنے والے 180 کلومیٹر، Friedberg سے آنے والے احباب 280 کلومیٹر اور ہمبرگ سے آنے والے احباب 500 کلومیٹر سے زائد سفر طے کر کے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے تھے۔

ایک ہال مرد حضرات کے لئے اور ایک ہال خواتین کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری سے قبل ہی ہال احباب جماعت سے بھر چکا تھا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق چھ ہزار سے زائد احباب جماعت نے اپنے آقا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ یہاں سے ایم ٹی اے پر براہ راست نشر ہوا۔ یہاں ہال کے ایک حصہ میں لائیو جرمن ترجمہ کا بھی انتظام تھا۔ ایک بج کر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور نماز جمعہ کے لئے روانگی ہوئی۔ دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہاں تشریف آوری ہوئی۔

دو بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ ہفتہ لجنہ اماء اللہ جرمنی اور خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماعات منعقد ہوئے اور ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دکھانے کا باعث ہوئے۔ مجھے جو خدام اور خواتین کے خطوط آرہے ہیں، اُن سے لگتا ہے کہ اُن کو جو بھی باتیں مَیں نے کیں، کہیں، ان باتوں نے اُن کے اندر کی جو سعید فطرت تھی اُس کو جھنجوڑا ہے، اور یہی ایک احمدی کی خوبی ہے اور ہونی چاہئے کہ جب بھی اُنہیں اللہ تعالیٰ کے حکم ذَكِّرْ کے تحت نصیحت کی جائے، یاددہانی کروائی جائے تو وہ اُس پر کان دھرتے ہیں۔ اور ایک اچھی تعداد افرادِ جماعت کی نصیحت پر، یاددہانی پر، مؤمنانہ رویّہ دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی اس تعریف کے تحت آتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا (الفرقان: 74) یعنی اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیات یاد دلائی جائیں تو ان سے وہ بہروں اور اندھوں کا معاملہ نہیں کرتے۔

حضور انور نے فرمایا: اس اجتماع میں دونوں طرف تقریباً نصف جماعت کی حاضری تو تھی۔ اگر حاضر ہونے والوں کی اکثریت اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے والی بن جائے تو جو انقلاب دنیا کی اصلاح کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لانا چاہتے تھے اور وہ انقلاب اُن کی جماعت کو لانا چاہئے اُس میں یہ لوگ مددگار بننے کا کردار ادا کرنے والے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر ذیلی تنظیمیں میری طرف سے کہی گئی باتوں کی ہر وقت جُگالی نہیں کرواتی رہیں گی تو کچھ عرصہ

بعد پھر یہ باتیں، یہ جوش، یہ شرمندگی کے اظہار جو ہیں ماند پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔

پس ذیلی تنظیمیں یاد رکھیں کہ اگر حقیقت میں اجتماع میں شامل ہونے والوں اور ایم ٹی اے کے ذریعے سے سننے والوں پر دنیا میں کہیں بھی کوئی اثر ہوا ہے تو یہ لوہا گرم ہے اس کو اُس مزاج کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں جس مزاج کو پیدا کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مجھے بعض بچوں کے والدین کے تأثرات بھی مل رہے ہیں کہ ہمارے بچوں نے، اطفال نے آپ کا خطاب سنا تو اُن بچوں کے چہروں پر، دس گیارہ سال کے بچوں کے چہروں پر شرمندگی کے آثار تھے۔ بلکہ ایک بچے کی ماں نے مجھے بتایا کہ میرا بچہ جب خطاب سُن رہا تھا تو اُس نے منہ کے آگے cushion رکھ لیا کہ میں بعض وہ باتیں کرتا ہوں جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ ٹی وی پر مجھے دیکھ دیکھ کر یہ باتیں کر رہے ہیں، خطاب کر رہے ہیں میرے متعلق کہا، تو مَیں نے منہ چھپا لیا کہ نظر نہ آؤں۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ سعید فطرت ہے، یہ وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے بچوں میں بھی پیدا کی ہوئی ہے کہ نصیحتوں پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے بلکہ شرمندہ ہو کر اپنی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ تین بجے تک جاری رہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن حسب طریق جماعتی اخبارات میں علیحدہ شائع ہوگا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس جانے لگے تو پہلی صف میں بیٹھے ہوئے جماعت کے ایک پرانے خدمت گزار بزرگ مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی پر نظر پڑی تو حضور ازراہ شفقت ان کے پاس رک گئے۔ ان کا حال دریافت فرمایا اور شرف مصافحہ سے نوازا۔ مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب ایک لمبا عرصہ روزنامہ الفضل ربوہ کے ایڈیٹر رہے ہیں۔

تین بج کر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ یہاں سے روانہ ہو کر چار بجے بیت السبوح پہنچے اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ملاقات کرنے والوں میں جرمنی کی جماعتوں Seligenstadt، Usingen، Limeshain، Fulda، Gottingen، Offenbach، Frankfurt، Bensheim، Dietzenbach، Warnau، etzler، Neuess، Badnauheim، Stuttgart، Hattersheim، Gross Gerau، Schluchtern اور Dresden سے لمبے سفر طے کر کے فرینکفرٹ بیت السبوح پہنچی تھیں۔ آج ہمسایہ ممالک اٹلی سے آنے والی ایک فیملی نے بھی شرف ملاقات پایا۔ اس طرح مجموعی طور پر 22 فیملیز کے 102 افراد اور 12 سنگل افراد نے ملاقات کی سعادت پائی۔

مسجد بیت الجامع آفن باخ کا وزٹ

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں پروگرام کے مطابق Offenbach کے لئے روانگی ہوئی۔ مبلغ سلسلہ آفن باغ مکرم عبدالغفار صاحب اور وہاں کے لوکل صدر جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ حضور انور کسی روز ایک نماز اس مسجد ''مسجد جامع'' میں پڑھائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ درخواست ازراہ شفقت منظور فرمائی تھی۔ بیت السبوح سے آفن باغ کا فاصلہ 21 کلومیٹر ہے۔

قریباً 25 منٹ کے سفر کے بعد آٹھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مسجد جامع میں تشریف آوری ہوئی۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے مبلغ سلسلہ عبدالغفار صاحب اور مقامی صدر جماعت نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد میں تشریف لے گئے اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے احباب جماعت میں رونق افروز رہے اور مبلغ سلسلہ سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ ساری جماعت آپ کی ہے۔ اس پر مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ ہماری تجنید 600 کے قریب ہے۔ آج لوگ زیادہ ہیں اور علم ہونے پر ارد گرد کی جماعتوں سے بھی آ گئے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب احباب کو اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہا اور مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور کچھ وقت کے لئے لجنہ کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

آٹھ بج کر 55 منٹ پر یہاں سے بیت السبوح فرینکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ سوا نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج شام کے کھانے کے لئے مقامی انتظامیہ نے باربی کیو کا انتظام کیا ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت ساڑھے نو بجے تشریف لائے اور پہلے اس حصہ میں تشریف لے گئے جہاں خدام مختلف اشیاء تیار کر رہے تھے۔ حضور انور نے ان سے گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور ازراہ شفقت قریباً ایک گھنٹہ تک رونق افروز رہے۔

کھانے کے پروگرام کے بعد عزیزم مرتضیٰ منّان صاحب (طالبعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) نے درثمین، کلام محمود اور کلام طاہر سے بعض نظمیں اور منتخبہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت خود نظم کا انتخاب فرماتے رہے اور مرتضیٰ منان صاحب حسب ارشاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ نظمیں پڑھتے رہے۔ موصوف وہی ہیں جنہوں نے امسال جلسہ سالانہ یوکے 2011ء کے آخری دن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب سے قبل نظم ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا'' پڑھی تھی۔

رات ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد بیت الجامع

مسجد بیت الجامع آفن باخ (Offenbach) جس میں آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جا کر مغرب وعشاء کی نمازیں ادا فرمائی ہیں اس کا سنگ بنیاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 اگست 2005ء کو رکھا تھا۔ اس مسجد کی تعمیر کی سعادت ''مجلس انصاراللہ جرمنی'' کو عطا ہوئی۔ قطعہ زمین کا رقبہ 1700 مربع میٹر ہے جبکہ مسجد کے تعمیر شدہ حصہ کا رقبہ 750 میٹر ہے۔ یہ مسجد دو منازل پر مشتمل ہے جبکہ زیر زمین گاڑیوں کی پارکنگ کا انتظام بھی موجود ہے اور یہاں 48 کاریں پارک ہو سکتی ہیں۔ مسجد کے دونوں ہالوں میں آٹھ صد سے زائد افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ ایک رہائشی اپارٹمنٹ بھی بنایا گیا ہے۔

29 دسمبر 2006ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ جرمنی کے دوران اس مسجد کا افتتاح فرمایا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا تھا کہ ''الحمدللہ کہ مجلس انصاراللہ جرمنی کو اپنی انفرادیت قائم رکھتے ہوئے اس مسجد کے بنانے کی توفیق ملی۔ اس مسجد کی تعمیر کے بعد مجلس انصاراللہ کے مزید جرأت مندانہ قدم اٹھنے چاہئیں۔ نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہ کا نعرہ لگانے والوں میں اس طرح کی قربانیوں کے لئے مزید جوش پیدا ہونا چاہئے۔ اگر آپ اپنا اچھا نمونہ دکھائیں گے تو نوجوانوں، عورتوں اور بچوں کو بھی اس نمونہ پر قائم ہونے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ جو مثالیں آپ قائم کریں گے وہ آنے والوں کے لئے راستے ہموار کریں گی''۔ (باقی آئندہ)

آنکپہ، ایگالالینڈ نائیجیریا میں

جلسہ یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: ریحان احمد ملک۔ مبلغ سلسلہ)

25 جون 2011ء کو نائیجیریا کی کوگی سٹیٹ میں ''جلسہ یوم خلافت'' کے حوالہ سے بڑے پیمانے پر پروگرام کا انعقاد کالج آف ایجوکیشن آنکپہ میں کیا گیا۔ ابتدائی طور پر کالج کی انتظامیہ نے یوتھ ونگ کی مخالفت کے بعد اس پروگرام کی اجازت نہیں دی تھی تاہم آنکپہ کے چیف مکرم الحاجی یعقوبو صاحب کو جب صورتحال بتائی گئی تو انہوں نے کالج کی انتظامیہ کو بتایا کہ اِس جماعت کو مَیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور یہ اسلام کی حقیقی تعلیم اور امن وسلامتی کے پیغام کو پھیلانے والی جماعت ہے۔ جس کے بعد کالج انتظامیہ نے پروگرام کرنے کی اجازت دیدی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ سے کیا گیا۔ اس کے بعد مکرم مولانا عبدالخالق صاحب نیر مشنری انچارج نائیجیریا نے دعا کروائی اور افتتاحی تقریر کی جس میں خلافت کا مقصد اور اس کی فضیلت واطاعت پر روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر مکرم عبدالقادر ابراہیم صاحب سرکٹ مشنری آنکپہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت امن کے پیغامبر کے موضوع پر کی۔ تیسری تقریر مکرم ذوالنورین ہیلو صاحب سرکٹ مشنری اپاٹا کی 'خلافت احمدیہ کی برکات' کے موضوع پر تھی۔ اس کے بعد مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔

بعد ازاں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب نے سٹیج پر تشریف لا کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ایک ریٹائرڈ پولیس افسر مکرم عبدالرحمٰن ثانی صاحب (نومبائع) نے بتایا کہ جب مَیں نے پہلی دفعہ احمدیت کے بارہ میں سنا تو کئی افواہیں بھی سنیں لیکن جب جماعت احمدیہ کے معلّم ہمارے گاؤں میں تبلیغ کی غرض سے آئے تو تمام اعتراضات کے جھوٹے ہونے کے ثبوت مل گئے۔ اس مَیں نے اُسی وقت جماعت احمدیہ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔

کیتھولک چرچ سے آئے ہوئے ایک دوست Mr. Gabriel نے کہا کہ مجھے جماعت کے موٹو ''محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں'' نے بہت متأثر کیا ہے۔ اسی طرح اس پروگرام کے لئے جماعت کی طرف سے مختلف مذاہب کو شرکت کی دعوت دینا بھی میری زندگی کا انوکھا واقعہ ہے۔ اور جو باتیں بھی یہاں بیان کی گئی ہیں وہ امن کو پھیلانے والی اور مختلف مذاہب و ادیان سے تعلق رکھنے والوں کے درمیان مفاہمت پیدا کرنے والی ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ یہاں آ کر میرا وقت ضائع نہیں ہوا۔

ایک غیر از جماعت دوست نے بتایا مجھے ایک احمدی ڈاکٹر مکرم بالا صاحب کے حسن اخلاق نے بہت متأثر کیا اور اسی وجہ سے مَیں احمدیت کے قریب آیا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ خلافت ہی ہے جو اَب سب کو اکٹھا کر سکتی ہے۔

ایک غیر از جماعت خاتون مکرمہ الحاجہ فاطمہ ابراہیم صاحبہ نے کہا کہ ''مَیں یہ سمجھتی ہوں کہ یہاں بیٹھ کر ہمارا ایک منٹ بھی ضائع نہیں ہوا۔ خلافت ہی وقت کی ضرورت اور حقیقت ہے''۔

اس پروگرام کی کوریج ایک مقامی ٹی وی چینل N.T.Ankpa نے بھی کی جس کے بعد لوگوں نے اس پروگرام کو بہت سراہا۔

پروگرام میں اڑہائی صد سے زائد احباب نے شرکت کی۔ پروگرام کے بعد مہمانوں کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام تھا۔ شاملین جلسہ میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

اس جلسہ کے بعد آنکپہ میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب بھی منعقد ہوئی۔ مکرم مولانا عبدالخالق نیر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور دعا کروائی۔

بقیہ: خطاب حضور انور۔ از صفحہ نمبر 16

کامل فرمانبردار ہوں۔ اور فرمانبرداری تب کامل ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کیا جائے۔ اور ان احکامات کے بارہ میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پانچ صد ہیں دوسری جگہ فرمایا سات صد ہیں۔ بہرحال سینکڑوں میں ہیں۔

پس یہ ایک اُصولی بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے سلسلے میں بیان فرمائی ہے کہ تم تبلیغ صحیح طور پر اس صورت میں کر سکتے ہو، اللہ تعالیٰ کا پیغام صحیح صورت میں اس وقت پہنچا سکتے ہو جب تمہارے اپنے نمونے بھی ایسے ہوں جو تمہاری ذات میں تمہارے دین کی صحیح تصویر ظاہر کر رہے ہوں۔ ہر دیکھنے والے غیر کو نظر آئے کہ ہاں یہ احمدی نوجوان ہے۔ ایسا ہے کہ یہ اپنے دین کے بارے میں جو کہتا ہے اُس پر عمل کر کے بھی دکھاتا ہے۔ اس زمانے میں جبکہ مذہب پر مختلف قسم کی تنقید کی جاتی ہے آپ نے ثابت کرنا ہے کہ اسلام ایسا دین نہیں ہے جس پر عمل نہ کیا جاسکے۔ مثلاً کسی سے اگر کوئی تکلیف پہنچے یا لڑائی ہوجائے، کوئی چپیڑ مار دے، مُکّا مار دے تو اتنا مغلوب الغضب نہیں ہوجانا چاہئے کہ اس کے بعد دل میں کینہ بھر لیا جائے اور جب تک اپنے گروپ کے لڑکے اکٹھے کر کے دوسرے فریق کی اچھی طرح پٹائی نہ کر دو چین نہ آئے۔ یا ذرا ذرا سی بات پر اور اپنی جوانی کے جوش میں چاقو چھُریاں اور پستول نکال لئے جائیں۔ اس طرح کی رَو آج کل یہاں بھی عام چل نکلی ہے۔ نوجوانوں نے سکولوں میں چاقو اور دوسرے ہتھیار لانے شروع کر دیئے ہیں۔ کسی سے ذرا سا بھی اختلاف ہوجائے تو گروپ بندی کر کے لڑائیاں ہوجاتی ہیں جس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کو شدید زخمی کر دیتے ہیں۔ بعض کی اموات بھی ہوگئیں۔ اور اب اس کی وجہ سے ایک شور پڑ گیا ہے اور پابندیاں لگ رہی ہیں۔ اس طرح کے بدلے لینے سے بھی اسلام نے منع کیا ہے اور بے جا عفو سے بھی کہ مثلاً اگر کوئی تمہارے ایک گال پر چپیڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کر دو۔ یہ تعلیم فطرت کے خلاف ہے۔ اس پر تو خود بائبل کو ماننے والے (جن کی یہ تعلیم ہے) وہ بھی عمل نہیں کرتے اور نہ کر سکتے ہیں۔ اسلام میانہ روی یا درمیانی راستے کو اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کا مقصد معاشرے کی اصلاح ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کسی غلط حرکت پر سزا دینے سے دوسرے کی اصلاح ہوسکتی ہو تو سزا دو۔ اگر معاف کرنے سے اصلاح ہوسکتی ہے تو معاف کر دو۔ لیکن سزا دینے کی صورت میں بھی یہ امر تمہارے پیش نظر رہے کہ تم نے معاشرے کا امن برباد کرنے کے لئے کبھی قانون ہاتھ میں نہیں لینا۔ ذرا ذرا سی بات پر لڑائیاں نہیں کرنی۔ اگر تمہیں کسی سے مسلسل تکلیف پہنچ رہی ہے تو قانون کا سہارا لو۔ اگر تم نے خود بدلے لینے شروع کر دیئے تو پھر لڑائیوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلے گا۔ یہاں بعض دفعہ یہ ہوتا ہے (کئی معاملات میرے سامنے بھی آتے ہیں) کہ یہاں کے مقامی لوگوں سے لڑائیاں کیں، بدلے لینے شروع کر دیئے اور پولیس نے پھر اُن کا ساتھ دیا۔ جس کے نتیجہ میں یہ گرفتار ہوئے اور جیل میں چلے گئے۔ اسی طرح بعض ایسے ہیں جو یہاں اسائلم کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب اُن کے کیس خراب ہوجاتے ہیں تو ایسی صورت میں انہیں صبر اور حوصلہ دکھانا انتہائی ضروری ہے۔ اگر صبر اور حوصلہ نہیں ہوگا اور بدلے لینے شروع کئے تو ہم امن کے علمبردار، معاشرے میں امن قائم کرنے والے اور اس کی اصلاح کرنے والے کہلانے کی بجائے اس کا امن تباہ کرنے والے کہلائیں گے اور پھر کبھی بھی وہ نیک کام جس کا ہم نے عہد کیا ہوا ہے اور جس کو اس ملک کے ہر فرد تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے پورا نہیں کرسکیں گے اور لوگ کہیں گے کہ یہ تو سارے ہی ایسے ہیں۔ اپنے عمل اچھے نہیں ہوں گے تو جس کسی کو بھی آپ تبلیغ کریں گے اُس کا یہی سوال ہوگا کہ تمہارے دین نے تمہارے اندر کیا تبدیلی پیدا کی ہے۔ وہ کونسی خوبی ہے یا زائد بات ہے جو ہمارے اندر نہیں ہے۔

پس آج یہ وقت کی ضرورت ہے کہ ہر احمدی نوجوان اس بات کی طرف توجہ دے کہ میں اسلام اور احمدیت کے لئے کیا کرسکتا ہوں۔ کونسی ایسی خدمت کر سکتا ہوں جس سے میں اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والا بن سکوں اور اپنے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے والا بن سکوں۔ اپنے اعمال میں نیک تبدیلی پیدا کر کے دوسروں کی توجہ حاصل کرنے والا بن جاؤں تاکہ اپنے ماحول کے نیک فطرت لوگوں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم سے روشناس کرا سکوں۔ پس عمل صالح جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گا وہاں اپنے اندر پاک تبدیلی کا میدان بھی کھولے گا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ہے قرآن کریم میں نیک کاموں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ امانت کا حق ادا کرو۔ اب امانت کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وہ مادّی شکل کی امانت ہے جو روپیہ پیسہ یا کسی اور چیز کی صورت میں آپ کے سپرد کی جاتی ہے۔ جب امانت رکھوانے والا اس کا مطالبہ کرے تو فوری طور پر اُسے واپس کرو۔ آج اور کل کرتے ہوئے نہ لوٹانے کے بہانے تلاش نہ کرو۔

پھر ایک امانت آپ کے پاس آپ کے دین کی صورت میں ہے۔ اُس کا حق کس طرح ادا کرنا ہے؟ اس کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا ہے آپ نے عبادت، نمازوں، مالی قربانی، وقت کی قربانی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے فرائض اپنی پوری استعدادوں کے مطابق ادا کرنے ہیں۔ نمازیں ہیں تو وقت پر ادا کرنی ہیں۔ مالی قربانی ہے تو اپنے وقت پر صحیح شرح کے مطابق کرنی ہے۔ پھر ایک طالب علم ہے۔ اُس کے پاس یہ امانت ہے کہ وہ اپنے وقت کو صحیح مصرف میں لاکر اپنی تعلیم کے لئے وقت دے۔ ایک احمدی طالب علم کو بطورِ خاص اس امانت کا صحیح حق ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ یہاں جامعہ بھی ہے اور میرے سامنے جامعہ احمدیہ کے کئی طلباء بیٹھے بھی ہیں۔ وہ بھی اپنی تعلیم کی طرف توجہ دیں۔ اس وقت ان کی تعلیم ان کی ہر دوسری Activity یا مصروفیت سے زیادہ اہم ہے۔ اگر وہ خود اس طرف توجہ نہیں دے رہے تو دوسروں کو کس طرح نصیحت کر سکتے ہیں؟ پس ہر ایک کا امانت کی ادائیگی کا اپنا اپنا دائرہ ہے۔ کاروباری آدمی کا بھی ایک دائرہ ہے۔ ملازم پیشہ کا بھی ایک دائرہ ہے۔ طالب علم کا بھی ایک دائرہ ہے۔ دوسرے کام کرنے والوں کا بھی ایک دائرہ ہے۔ جب تک ہر ایک احمدی اپنے اپنے دائرے میں اپنی امانتوں کی طرف توجہ نہیں دے گا اس وقت تک اس کا عمل، عملِ صالح نہیں کہلا سکتا۔ نہ ہی اُس کی فرمانبرداری کامل فرمانبرداری ہوسکتی ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امانتیں ادا کرو۔ اسی طرح مثلاً اب آپ کی شوریٰ ہونی ہے۔ جو شوریٰ کے ممبران ہیں اس دوران اگر دیانتداری سے ہر کام میں مشورہ نہیں دیں گے اور صرف اپنے دوستوں کے حق میں رائے دیں گے تو یہ بھی امانت کا صحیح طور پر حق ادا کرنا نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ عاجزی اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو غرور اور تکبر پسند نہیں ہے۔ کسی کو اپنے علم پر تکبّر نہیں ہونا چاہئے۔ یہ عاجزی ہی ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔ پھر حسنِ ظن ہے۔ بہت سے دوستوں کے آپس کے تعلقات اس لئے خراب ہوجاتے ہیں کہ بدظنی راہ پانے لگتی ہے۔

پھر آج کل کی ایک اور بہت بڑی بیماری ہے جو یہاں کے معاشرے کے زیر اثر دکھائی دے رہی ہے اور جس کی طرف توجہ دینی چاہئے مگر نہیں دی جاتی۔ وہ ہے غضِّ بصر کا نہ ہونا۔ اپنی آنکھوں کو ہر بری چیز دیکھنے سے بچانا۔ اس معاشرے میں غضِّ بصر صرف یہی نہیں ہے کہ راہ چلتی ہوئی لڑکیوں اور عورتوں کو نہیں دیکھنا بلکہ مختلف قسم کے ٹی وی یا انٹرنیٹ کے پروگرام بھی ہیں جو اس قابل نہیں ہوتے کہ انہیں دیکھا جائے۔ لیکن بعض لوگ ایسے پروگرام دیکھنے کو بُرا نہیں سمجھتے۔ مجھے کئی نوجوانوں کی شکایات ان کے عزیزوں یا بیویوں کی طرف سے مل جاتی ہیں جو شروع میں تو اچھے بھلے ہوتے ہیں۔ اچانک ان کو ایسے بیہودہ پروگراموں کی لَت پڑ جاتی ہے اور بس پھر ایسے Addict ہوتے ہیں کہ سارا دن پھر اُسی میں بیٹھے رہتے ہیں یا ساری ساری رات اُسی کے لئے بیٹھے رہتے ہیں اور برائیوں کے گڑھے میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کی تنظیم کو بھی ایسے پروگرام بنانے چاہئیں کہ جس سے وہ اپنے ممبران کو اتنا مصروف رکھیں کہ بجائے اس کے کہ اس قسم کے بیہودہ پروگرام دیکھنے کی طرف ان کی توجہ پیدا ہو وہ کسی تعمیری کام میں مصروف رہنے کی طرف متوجہ رہیں تاکہ اس طریق سے جہاں وہ خود برائیوں سے بچیں وہاں وہ اپنے گھروں کو بھی بچانے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل کر کے جس انعام سے نوازا ہے اُس کی قدر کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ اس مغربی معاشرے میں نوجوان بگڑ رہے ہیں۔ خاص طور پر ہمارے ایشین زیادہ بگڑ رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ سکولوں کالجوں میں گروہ بندیاں ہیں۔ انگریزوں کا کوئی ٹولہ ہے تو افریقنوں نے اپنا کوئی ٹولہ بنالیا ہے۔ ایشین نے اپنا کوئی ٹولہ بنالیا ہے تو کہیں ایک مزاج کے تمام لڑکے جمع ہوگئے ہیں جس میں سارے شامل ہیں یعنی ہر قوم کے لوگ شامل ہیں۔ انہوں نے آپس کی لڑائیوں کی وجہ سے شرفاء کا بھی ناک میں دم کیا ہوا ہے۔ گلی کوچوں میں لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ مسلمانوں کے بعض گروپ ہیں جو غلط حرکت کر کے دنیا کے سامنے اسلام کا غلط تصوّر پیش کرتے ہیں۔ ایسے لڑکوں میں یہاں برطانیہ کے لڑکے بھی شامل ہیں۔ انگریز لڑکے بھی (جو مسلمان ہوجاتے ہیں) شامل ہوجاتے ہیں۔ پس احمدی نوجوانوں کا کام ہے کہ وہ غلط اثر کو زائل کریں۔ اس کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا جہاں اعلیٰ اخلاق کے اظہار کی ضرورت ہے جس میں تمام قسم کی نیکیاں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے اور ان کی حفاظت کرنا شامل ہے وہاں اپنی ظاہری حالتوں کو بھی اس طرح رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہر احمدی خادم شکل سے ہی سُلجھا ہوا نظر آئے۔ چہرہ، بالوں کا سٹائل، لباس ایسا ہو جو دوسرے کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ فیشن کرنا ہے تو ایسا فیشن کریں جو فیشن بھی ہو اور دوسروں سے فرق بھی ظاہر کر رہا ہو۔ عجیب و غریب قسم کے بال کٹوانے یا ان پر کریمیں، Gel ٹائپ چیزیں لگانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے دیکھا ہے کہ بعض عید وغیرہ کے موقع پر بڑے تیار ہوکر آتے ہیں اور نماز پڑھنے کے لئے ٹوپی اس لئے نہیں پہنتے کہ جو فیشنی بال بنائے ہوئے ہوتے ہیں وہ خراب ہوجاتے ہیں۔ ٹھیک ہے ٹوپی کے بغیر نماز پڑھی تو جاسکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مجبوری ہو تو۔ کسی کے سر پر اگر کوئی ایگزیما یا تکلیف ہو یا ٹوپی خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ اگر جیل (Gel) اور کریمیں خریدنے کے لئے اور قیمتی کپڑے خریدنے کے لئے پیسے ہیں تو ٹوپی بھی بڑی سستی مل سکتی ہے اور خریدی بھی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں سب صاحب توفیق ہیں اور لے سکتے ہیں۔ پس یہ تمام چھوٹی چھوٹی باتیں میں نے اس لئے بتائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بُلانے والوں کا مزاج بھی اور ظاہری حالتیں بھی ایسی ہونی چاہئیں جو دیکھنے والوں کے دل پر اثر کریں۔

اگر اس معاشرے میں بعض دوسرے مسلمان گروپ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ بعض مخصوص قسم کے لباس ہی صرف مسلمانوں کے لئے ہیں اس کے بغیر گزارہ ہی نہیں ہوسکتا اور اس کی وجہ سے وہ مقامی لوگوں سے بات کرتے ہوئے جھجکتے اور ڈرتے ہیں اور انہیں اپنے سے علیحدہ سمجھتے ہیں تو یہ ان کا اپنا بنایا ہوا اصول ہے۔ دین میں تو ان کے مزعومہ لباس کی کوئی شرط نہیں ہے۔ لباس اچھا ہونا چاہئے۔ تن ڈھانپنے کے لئے ہونا چاہئے۔ عمل صالح بھی یہی ہے کہ اگر اس معاشرے میں رہنا ہے تو لباس ایسا ہو جس سے لوگ خوف زدہ نہ ہوں۔ میں نے دیکھا ہے احمدیوں کے علاوہ بعض مسلمانوں کا حُلیہ اور لباس ایسا ہے کہ اُن سے لوگ خوف کھاتے ہیں یا ان کو دیکھتے ہی فوراً پولیس کی نظر اُن پر پڑ جاتی ہے۔ اس لئے ان لوگوں میں سموئے جانے کے لئے یا ان کو اپنا پیغام پہنچانے کے لئے میں انہیں یہ کہتا ہوں کہ لباس کو شرط نہ بنائیں۔ اچھا لباس ہو۔ کوٹ وغیرہ ہو۔ سُوٹ ہو۔ سوبر (Sober) نظر آتے ہوں۔ لیکن اگر کسی کا یہ خیال ہوجائے کہ ان میں گھلنے ملنے کے لئے ہم نِکر اور بنیان پہن کر گھوم پھر رہے ہوں تو یہ سوچ غلط ہے۔ ایسا لباس کھیلنے کے لئے تو ٹھیک ہے لیکن عام حالت میں نہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو اگر یہ احساس ہو کہ انہوں نے مسجد میں آنا ہے اور پانچ وقت کی نماز پڑھنی ہے تو اس قسم کے لباس کی طرف توجہ ہی نہیں ہوسکتی کہ کون پہلے جائے لباس اُتارے پھر نماز کے لئے کپڑے پہنے۔ پھر دوبارہ نِکر اور بنیان پہن لے۔ پس اگر نمازوں کی طرف

توجہ رہے گی تو وہی لباس آپ کو پسند ہوں گے جو ہر وقت کام آسکتے ہیں۔ تو یہ لباس کا صحیح استعمال ہے جس سے نہ مقامی لوگوں میں کھچاوٹ پیدا ہو۔ نہ ایسا ہو کہ جو آپ کی ایسی شکل ظاہر کر رہا ہو کہ جس سے پتہ ہی نہ چل سکے کہ بازاری لڑکے میں اور ایک احمدی لڑکے میں فرق کیا ہے؟ تو دونوں طرف سے افراط اور تفریط نہیں ہونی چاہئے۔ دونوں طرف کا خیال رکھنا چاہئے۔ تو تبھی عمل صالح کہلائے گا۔ اس لئے نہ ہی لباس میں اتنے زیادہ شدّت پسند ہوجائیں اور یہ کہنے لگیں کہ فلاں قسم کا لباس نہیں ہے تو نماز جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس قسم کے عجیب وغریب لباس ہوں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ عجیب وغریب حُلیہ نظر آتا ہو، دیکھنے والوں کو ہنسی آتی ہو۔

پس ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ آپ کا ہر عمل ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور اُس کے دین کی سربلندی کے لئے ہونا چاہئے۔ نظام جماعت کی مکمل فرمانبرداری ہوگی تو آپ کے ذریعے سے ہونے والے احمدی بھی نظام جماعت کے پابند ہوں گے اور ان کا خلافت سے مکمل وفا کا تعلق ہوگا۔ تو جہاں یہ تعلق آپ کی تربیت میں اہم کردار ادا کرے گا وہاں آپ کے ذریعہ سے ہونے والے احمدی بھی اس انعام کی قدر کرنے والے ہوں گے۔ نیک اعمال ہوں گے جس میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے حقوق کا خیال رکھا جارہا ہوگا۔ گویا آپ کے ذریعہ سے آپ کا ماحول بھی متاثر ہوگا اور اس کی توجہ آپ کی طرف ہوگی۔ اسلام کا حُسن اور خوبی اُن کو نظر آئے گی اور نتیجۃً اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ یا کم از کم ان لوگوں کا اسلام کے بارے میں جو غلط تصوّر ہے وہ ختم ہوجائے گا۔ پس جہاں جماعت کے ہر فرد کے لئے یہ ضروری ہے وہاں میں نوجوانوں کو بھی خاص طور پر کہتا ہوں کہ نیکی، تقویٰ اور عبادت کی طرف توجہ دیں۔ دیانت اور امانت کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دیں۔ سچائی پر ہمیشہ قائم رہنے اور اس کے ہر وقت اظہار کے لئے تیار رہنے کی کوشش کریں۔ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس میں قدم آگے بڑھانے کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔

سچائی اور انصاف کے تقاضے کیا ہیں؟ ذرا اس طرف بھی میں کچھ توجہ دلا دوں۔ اس بات کو چھوٹے بچے بھی یاد رکھیں اور نوجوان بھی کہ سچائی کا معیار ایسا ہو کہ اگر جان کا بھی خطرہ ہو تو کبھی بھی سچائی کا دامن نہیں چھوڑنا۔ جان چلی جاتی ہے تو چلی جائے لیکن جھوٹ قریب نہ آئے۔ بہت سارے نوجوان جب اپنی جوانی میں قدم رکھتے ہیں تو ان میں بعض بُرائیاں اس لئے پیدا ہوجاتی ہیں کہ وہ سچائی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ گھروں میں آکر ماں باپ جب اُن سے پوچھتے ہیں تو وہ انہیں جھوٹی کہانیاں سُنا دیتے ہیں۔ پس جب یہ عہد کرلیا جائے کہ ہم نے جھوٹ نہیں بولنا۔ ہر صورت میں سچائی پر قائم رہنا ہے تو ان برائیوں سے بھی بچتے رہیں گے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ نوجوان ہی ہیں جو قوموں کی حفاظت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ نوجوان ہی ہیں اگر وہ مکمل طور پر اپنے دین اور نظریات پر قائم ہوں تو دنیا میں انقلاب لا سکتے ہیں۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اسلام اور احمدیت کے پیغام کو اپنے اپنے حلقے میں صحیح رنگ میں پہنچانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں اُنہیں میں دوبارہ ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ ہماری ترقی تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے پر ہی منحصر ہے، خاص طور پر اِن مغربی ممالک میں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہمارے طالب علم ریسرچ کے میدان میں خاص طور پر آگے بڑھیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں، میڈیسن میں آگے آئیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی وجہ سے یورپ میں آپ اپنے قدم مضبوط کرسکتے ہیں۔ اگر مغرب کی کسی چیز کو اپنانا ہے تو اس چیز سے فائدہ اُٹھائیں جو ریسرچ کے لئے یہاں میسر ہے۔ اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔ اس ذریعہ سے جہاں آپ انسانیت کی خدمت کر رہے ہوں گے وہاں اسلام کی تعلیم کی برتری ثابت کرنے والے بھی ہوں گے اور پھر یہی ذریعہ اسلام کے تعارف اور تبلیغ میں کردار ادا کرے گا۔ پس ہر میدان میں کام کرنے والوں اور پڑھنے والوں کو اپنے اپنے حلقے میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے خود نئے نئے راستے تلاش کرنے ہوں گے بشرطیکہ آپ کا ذہن اس طرف مائل ہوجائے اور اس بارے میں سوچیں اور اپنے عمل بھی اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

آخر میں مَیں پھر آپ کو اپنے 27 مئی والے عہد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہتا ہوں کہ اُس عہد کے بعد صرف وقتی جوش کے تحت جذبات کا اظہار نہیں ہونا چاہئے۔ اپنے عَہدوں کو پورا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ پس کامل اطاعت اور فرمانبرداری سے اس عَہد کو پورا کرنے کے لئے ایک نئے عزم سے کوشش شروع کریں۔ آپ کے دل میں ایک نیا شوق ہو اور ایسی مثالیں قائم کریں جو آئندہ آنے والوں کے لئے نمونہ بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) ❁❁❁

جماعت احمدیہ کیمرون کے زیر اہتمام

جلسہ یوم خلافت کا انعقاد

(رپورٹ محمد یوسف بیلو۔ معلم جماعت احمدیہ)

جماعت احمدیہ کیمرون نے پہلی دفعہ نیشنل جلسہ یوم خلافت کا انعقاد مورخہ 29 مئی 2011ء کو کیا۔ جماعت احمدیہ کیمرون نے اس جلسہ کا انعقاد فرنچ علاقہ Mapare میں کیا جہاں نومبائعین کی ایک بڑی تعداد ہے۔ اس جلسہ میں Mapare سمیت کئی دیہات سے جہاں جماعت کا نفوذ ہو چکا ہے اور جہاں کے آئمہ کرام اپنی مساجد سمیت جماعت کی آغوش میں آچکے ہیں احباب کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔

29 مئی 2011ء کو نماز تہجد سے اس جلسہ یوم خلافت کا آغاز ہوا۔ فجر کی نماز کے بعد درس ہوا۔

ساڑھے گیارہ بجے باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو امام یوسف صاحب آف Fumban نے کی۔ اس کے بعد اطفال و ناصرات نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی اور اُردو نظمیں ترنم سے پڑھیں۔ Mapare کے امام صاحب نے افتتاحی دعا کروائی اور نیشنل صدر کیمرون مکرم عیسیٰ احمدو صاحب نے معزز شاملین کو خوش آمدید کہا۔ افتتاحی کلمات میں مکرم عبدالخالق نیر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا نے احباب کرام کو ایسی بابرکت مجالس کی اہمیت و برکات کے بارہ میں بتایا اور جلسہ یوم خلافت کے حوالہ سے جماعتی روایات کے بارہ میں تفصیل سے آگاہ کیا۔

اس کے بعد مکرم عبدالخالق نیر صاحب نے ''خلافت کے ذریعہ اُمّت مسلمہ کا اتحاد اور دنیا میں امن کا قیام'' کے موضوع پر تقریر کی جس میں قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات کی روشنی میں اس مضمون کو واضح کیا۔

اس تقریر کے بعد مجلس سوال وجواب ہوئی جس میں مکرم عبدالخالق نیر صاحب نے حاضرین کے مختلف اور اہم سوالات کے جوابات دیئے۔ اس مجلس کے بعد مختلف مقامات سے آئے ہوئے آئمہ کرام اور چیف صاحبان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت کے عقائد اور تعلیمات کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہ خدا کا شکر ہے کہ انہیں حقیقی اسلامی تعلیمات میسر آگئی ہیں جس کی بدولت وہ درست طریق پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوسکتے ہیں۔ آخر پر صدر صاحب Mapare جماعت نے معززین اور شاملین کا شکریہ ادا کیا اور ساڑھے تین بجے یہ جلسہ یوم خلافت اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس جلسہ کی برکات سے فیضیاب ہونے کے لئے بعض احباب نے 400 کلومیٹر سے زائد کا سفر اختیار کیا۔

اس جلسہ میں 21 دیہات سے 16 آئمہ کرام، 7 چیفس اور 1785 احباب کرام نے شرکت کی توفیق پائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیمرون کے فرنچ بولنے والے اس مغربی صوبہ میں جماعت کا نفوذ بہت اچھے طریق سے ہوا ہے اور لوگوں نے کھلے دل سے جماعت کا پیغام قبول کیا ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کی اکثریت Bamu قبیلہ سے تعلق رکھتی ہے اور یہ Bamu زبان بولتے ہیں۔ یہ قبیلہ اسلام کے عقائد پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی وجہ سے مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے سعید روحوں کو احمدیت کو قبول کرنے کی سعادت بخشی ہے جن کی تعداد اب سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں میں پہنچ رہی ہے۔

اس جلسہ یوم خلافت کا اختتام نومبائعین کی دو ٹیموں کے درمیان فٹبال میچ سے ہوا۔ ایک ٹیم نے جو جماعت Fumba سے آئی تھی اپنا نام ''خلیفۃ المسیح Fumba فٹبال کلب'' رکھا ہوا تھا جبکہ دوسری ٹیم یہاں کی لوکل ٹیم تھی جس کا نام Mpare Ahmadiyya F.C. فٹبال کلب ہے۔ ''خلیفۃ المسیح Fumba فٹبال کلب'' نے دو کے مقابلہ میں تین گول سے یہ مقابلہ جیت لیا۔ میچ کے بعد کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

قارئین دعا کریں کہ خدا تعالیٰ سب شاملین جلسہ کو اس جلسہ کی برکات سے بھرپور طریق پر فیضیاب ہونے کا موقعہ عطا فرمائے۔ عہدیداران کو اجر عظیم سے نوازے اور ہماری حقیر کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین

گیمبیا میں اطفال وناصرات کی سالانہ تربیتی کلاسز کا انعقاد

(سید سعید الحسن۔ نائب امیر اوّل ومبلغ انچارج)

اللہ کے فضل وکرم سے ماہ ستمبر میں پورے ملک میں اطفال وناصرات کی تربیتی کلاسز کا انعقاد بڑی کامیابی سے ہوا۔ اگست میں اگرچہ بارش کا موسم تھا اور گرمیوں کی تعطیلات تھیں لیکن رمضان المبارک کی مصروفیات کی وجہ سے کلاسز کا انعقاد ممکن نہ تھا اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ رمضان کے فوراً بعد پورے ملک میں اطفال وناصرات کی کلاسز ریجنل یا مقامی سطح پر کم از کم آٹھ روزہ ہوں۔ چنانچہ ماہ ستمبر میں سارے ملک میں ان کا انعقاد بڑی کامیابی سے ہوا۔

کلاسز کے لئے یسرنا القرآن، قرآن کریم ناظرہ، سادہ نماز یاد کرنا، حدیث، تاریخ اسلام، احمدیت، اور بنیادی اخلاق کو بطور مضامین پڑھایا گیا۔ کلاس کا آغاز روزانہ نماز تہجد باجماعت سے ہوتا رہا۔ اسی طرح پنج وقتہ نماز اور درس القرآن کا خاص اہتمام کیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ اور MTA کے دیگر پروگرامز بھی کلاس کا حصہ تھے۔ دوران کلاس وقار عمل کے کامیاب پروگرام بنائے گئے جن میں سب شامل ہوئے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ دکھانے کے لئے پروجیکٹر کا استعمال کیا گیا۔ زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے ہر روز جماعت کی اہم شخصیات کو لیکچر دینے کے لئے بلایا جاتا رہا۔ ان لیکچرز میں حفظان صحت، صفائی، تاریخ احمدیت، نظام جماعت کا تعارف اور دیگر اہم موضوعات شامل ہیں۔ کلاسز کے دوران ہر روز ورزش اور کھیل کا موقعہ فراہم کیا گیا۔ سوال وجواب کے ذریعے طلباء کلاس سے دلچسپی کا اظہار کرتے رہے۔ تدریس کے فرائض ایریا مشنریز اور ان کے زیر نگرانی مقامی تجربہ کار معلمین اور دیگر عہدیداران انجام دیتے رہے۔ تدریس کا وقت صبح اُٹھ بجے سے لے کر ایک بجکر تیس منٹ تک تھا۔ نماز ظہر اور لنچ اور کچھ دیر آرام کے بعد ایک گھنٹہ مزید تدریس کی جاتی رہی۔ عصر سے مغرب کا وقت ورزش اور کھیلوں کے لئے مخصوص تھا۔ مغرب کے بعد لیکچرز اور ایم۔ٹی۔اے کا پروگرام تھا۔ آخری دن تمام سٹوڈنٹس کا امتحان ہوا اور نمایاں پوزیشن لینے والوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ بانجل کمبوہ ایریا میں ہونے والی اختتامی تقریب میں مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب وقف عارضی و تعلیم القرآن اور مکرم امیر صاحب نے شرکت کی۔ خاکسار نے کلاس کی رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ جماعت کو سمجھنے کے لئے اس جیسی کلاسز کا انعقاد بہت ضروری ہے۔ یہی وہ عمر ہے جو سنوار بھی سکتی ہے اور بگاڑ بھی سکتی ہے اس لئے اطفال و ناصرات کا گھروں سے دور رہ کر جماعتی نظام کے تحت آٹھ دن گزارنا تربیتی لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ مکرم امیر صاحب نے پنج وقتہ نمازوں، تلاوت قرآن کریم، اور خلافت سے وابستگی پر زور دیا۔ انہوں نے اطفال کو کہا کہ مستقبل کی ذمہ داریوں کو لینے کے لئے ابھی سے اپنے آپ کو تیار کریں اور ان کلاسوں کا یہی مقصد ہے۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب ختم ہوئی۔ ان کلاسز میں کل 1108 خدام، اطفال اور ناصرات شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان کلاسز کے وہ تمام مقاصد پورے ہوں جن کے لئے ان کا انعقاد کیا گیا۔ اور آنے والی نسلیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والی ہوں۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

پاکستان میں احمدیوں کی مذہبی مخالفت ۔ چند جھلکیاں

ماہ ستمبر 2011ء

(دوسری قسط)

آزاد جموں اور کشمیر میں حکومتی پشت پناہی سے احمدیوں پر ہونے والے مظالم کا جاری سلسلہ

یوں تو آزاد کشمیر میں عام انتخابات کے بعد نئی حکومت بھی قائم ہو چکی ہے مگر جماعت احمدیہ کی دشمنی میں فرقہ وارانہ اور انتہا پسندی کا عنصر حسب سابق قائم بلکہ پہلے سے زیادہ خطرناک حدوں کو چھونے لگا ہے۔ معصوم احمدیوں پر یہ سب ظلم ''کرسی والے سیاست دانوں'' کی پشت پناہی وسرپرستی کا شاخسانہ ہے۔

حال ہی میں چوہدری عبدالمجید وزیراعظم آزاد کشمیر نے فیض پور میں واقع مولوی عتیق الرحمٰن (ممبر قانون ساز اسمبلی) کے مذہبی مرکز کا دورہ کیا۔ اس دوران احمدیوں کے خلاف کچھ بیانات بھی دیئے جو خبروں میں اس شکل میں آئے:

''آزاد کشمیر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے گی۔ چوہدری عبدالمجید''۔

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، 9 ستمبر 2011)

اسی موقع پر مولوی عتیق الرحمٰن نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ:

''مسلمان بچوں کو کسی قیمت پر بھی سکولوں میں قادیانی اساتذہ سے تعلیم نہیں حاصل کرنی چاہیئے ہے۔ قادیانی اس علاقہ میں صرف ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ہی رہ سکتے ہیں......وہ اسلامی شعائر کی پابندی نہیں کر سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ''

❁......مذکورہ بالا صورت حال کے مدنظر جماعت احمدیہ کے ربوہ مرکز سے ناظر صاحب امور عامہ کی طرف سے صدر پاکستان اور صدر آزاد کشمیر کو اردو میں خط تحریر کیا گیا۔ ذیل میں ریاست آزاد جموں وکشمیر کے صدر کے نام لکھے جانے والے خط کی نقل درج کی جارہی ہے۔

''بخدمت جناب سردار محمد یعقوب خان صاحب
صدر ریاست آزاد جموں وکشمیر

عنوان: جماعت احمدیہ مخالف سرگرمیاں/سدباب کی درخواست

امید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے۔

آزاد کشمیر میں کچھ عرصہ سے جماعت احمدیہ مخالف سرگرمیوں میں منظّم انداز میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بدقسمتی سے ان عناصر کی سرپرستی آزاد کشمیر حکومت کر رہی ہے اور عوامی جلسوں میں وزیراعظم آزاد کشمیر جناب چوہدری عبدالمجید صاحب اور پیر عتیق الرحمٰن ممبر آزاد کشمیر اسمبلی و صدر جمیعت علماء جموں وکشمیر اس نوعیت کی کارروائیوں میں پیش پیش ہیں۔

یہ افراد الیکشن 2011ء کے بعد سے جماعت احمدیہ آزاد کشمیر کے خلاف خبروں میں سرگرم ہیں اور آئے روز کسی نہ کسی حوالے سے جماعت احمدیہ کے بارہ میں منفی بیان بازی کر کے حالات خراب کر رہے ہیں۔ جب سے پیپلز پارٹی کی حکومت آزاد کشمیر میں قائم ہوئی ہے مخالفانہ عناصر احمدی سرکاری ملازمین کے تقرر و تبادلوں تک کے حوالے سے اخبارات میں بیان بازی شروع کر دیتے ہیں۔

ان عناصر کی طرف سے افراد جماعت احمدیہ کو واجب القتل قرار دیا جا رہا ہے۔ نیز عوام کو افراد جماعت احمدیہ کے خلاف جہاد کے نام پر انتہائی قدم اٹھانے کی تحریک کی جارہی ہے۔ 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کی طرز پر آزاد کشمیر میں جماعت احمدیہ کے خلاف پابندی اور اقلیت قرار دیئے جانے کی منظّم انداز میں مہم چلائی جارہی ہے۔ بانی جماعت احمدیہ کے بارہ میں حقیقت کے برعکس بے بنیاد الزامات عائد کئے جارہے ہیں جس سے خدانخواستہ کسی بھی بڑے حادثہ کا امکان ہے۔

ملک کی موجودہ سنگین صورتحال کے پس منظر میں مناسب ہوگا کہ اس نوعیت کی سرگرمیوں اور کارروائیوں کی اجازت نہ دی جائے اور نہ ہی سرکاری سطح پر ایسے عناصر کی سرپرستی کی جائے۔

افراد جماعت احمدیہ کے خلاف اس نوعیت کی کارروائیاں مذہب کے مقدس نام پر انتہا پسندی اور سماج دشمن عناصر کی سوچی سمجھی سازشوں کا نتیجہ ہیں جو فرقہ واریت کو پھیلانے میں بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا بھی جزوی طور پر ان عناصر کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔

ان عناصر کی ان سرگرمیوں کے نتیجہ میں سینکڑوں افراد جماعت احمدیہ مذہبی منافرت کی بنا پر زندگی سے ہاتھ دھو چکے ہیں۔ جبکہ قاتلانہ حملوں و دیگر منافرت انگیز سرگرمیوں کے بے شمار واقعات اس کے علاوہ ہیں۔

آپ ریاست آزاد کشمیر کے سربراہ ہیں۔ ریاست میں امن وامان اور وہاں کی آبادی میں ہم آہنگی کو فروغ دینے کے معاملات کے حوالے سے بیان کردہ امور آپ کی فوری توجہ اور کارروائی کے متقاضی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس حوالے سے مناسب اقدامات اٹھائیں گے۔ والسلام

خاکسار

دستخط (سلیم الدین) ناظر امور عامہ ربوہ

19-09-2011

فیصل آباد میں شہادت کے واقعہ کے بعد کی صورت حال

قبل ازیں احباب کے علم میں لایا جا چکا ہے کہ فیصل آباد میں مکرم نسیم احمد بٹ صاحب کو مورخہ 4 ستمبر کو شہید کر دیا گیا تھا۔ آپ کے بھائی خالد پرویز بٹ نے ''روزنامہ ایکسپریس ٹریبیون'' کو بتایا کہ'' حملہ آور بیس سے پچیس سال کے نوجوان تھے۔ تین باہر کھڑے پہرا دیتے رہے اور ایک نوجوان اندر آیا۔ اس نے ٹانگ مار کر میرے بھائی کو جگایا۔ جگا کر وہ قاتل بولا کہ 'تم احمدی ہو اور واجب القتل ہو۔''

واقعہ کے بعد مقامی تھانے میں ایف آئی آر تو درج کروادی گئی تھی مگر تا حال پولیس اور حکام نے عملی طور پر کچھ بھی نہیں کیا ہے اور صورت حال احمدیوں کے لئے کافی تشویشناک ہے۔

مذکورہ بالا اخبار کے نمائندہ کو فیصل آباد جماعت کے سیکرٹری مکرم سید محمود احمد صاحب نے بتایا کہ ''فیصل آباد شہر پاکستان کے احمدیوں کے لئے مشکل ترین شہروں میں سے ایک بن چکا ہے۔ نسیم احمد بٹ صاحب نہ تو فیصل آباد جماعت کے کوئی نمایاں کارکن تھے اور نہ ہی کوئی آسودہ حال احمدی شخصیت۔ ان کو محض اور محض ان کے احمدی عقیدہ کی وجہ سے قاتلوں نے آلیا۔ ان کی شہادت کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے، مظفر کالونی کی دیواریں درج ذیل نعروں سے اَٹ گئیں:

'غلامانِ تاجدار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم' قادیانیت مردہ باد''۔

موجودہ حالات بتاتے ہیں کہ بے دردی سے شہید کئے جانے والے نسیم بٹ صاحب کے بھائی مکرم خالد احمد صاحب مذہب کے نام پر سفاک قاتلوں کا اگلا ہدف ہیں۔ وہی درندے جواب تک مکرم خالد بٹ صاحب کے بھائی اور کزن کی جان لے چکے ہیں۔ کیونکہ کچھ نامعلوم افراد گزشتہ کئی ہفتوں سے مکرم بٹ صاحب کی آمدورفت پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ وہ آپ کی کام کی جگہ پر جا کر آپ کی بابت معلومات جمع کر چکے ہیں۔ بٹ صاحب کی موجودہ تشویش بالکل بھی غیر ضروری نہیں ہے۔ فی الحال آپ کو غیر معمولی احتیاط برتنے کا مشورہ دیا جا رہا ہے۔

یقیناً پاکستان کی حکومت احمدیوں کو تحفظ فراہم کرنے میں ہرگز سنجیدہ نہ ہے۔

ربوہ میں احمدیت مخالف سالانہ کانفرنس کا انعقاد

مغلظات سے پُر تقاریر اور ظالمانہ مطالبات پر مشتمل قراردادیں

ربوہ: 7 ستمبر۔ ایک روزہ'' عالمی ختم نبوت کانفرنس'' کا انعقاد جامعہ عثمانیہ مسلم کالونی ربوہ میں کیا گیا۔ یہ کانفرنس ہر سال منعقد کی جاتی ہے اور مُلّاں اس موقع کو احمدیوں کے خلاف جھوٹی افواہیں پھیلانے، اشتعال انگیزی اور بیہودہ مطالبات منوانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

مرکز احمدیت سے مکرم ناظر صاحب امور عامہ نے مورخہ 18 اگست 2011ء کو وفاقی اور صوبائی حکام کے نام ایک خط لکھ کر اس کانفرنس کی بابت توجہ مبذول کروائی۔ اس خط میں لکھا:

''ربوہ شہر میں احمدیوں کی آبادی 95 فیصد ہے اور اس کے باوجود ان کو اپنے سالانہ اجتماعات کرنے اور دیگر کوئی بھی پروگرام منعقد کرنے کی اجازت نہ ہے۔ مگر مخالفین احمدیت کو ہر موقع پر ربوہ میں باہر سے محافظ لانے، کانفرنسیں کرنے، جلوس نکالنے، احمدی بزرگان کو لاؤڈ سپیکروں میں گالیاں دینے، توہین کرنے، فساد کرنے، اور امن وامان کو خراب کرنے کی کھلی چھٹی حاصل ہے......

ملک کی جاری ابتر صورت حال کے پیش نظر یہ نہایت مناسب ہوگا کہ اس کانفرنس کی اجازت نہ دی جائے، اور اس کی انتظامیہ کی کوئی بھی سرکاری سرپرستی نہ کی جائے۔ اور اگر اس کانفرنس کی اجازت دینا ناگزیر ہی ہو چکا ہے تو شاملین کانفرنس کو پابند کیا جائے کہ وہ مرکزی شاہراہ پر ہی رہیں، عورتوں کو ہراساں نہ کریں، نعرے بازی سے گریز کریں اور لاؤڈ سپیکر کا نامناسب استعمال نہ کریں نیز نفرت انگیز فرقہ وارانہ تقاریر کر کے اس شہر کا سکون غارت نہ کریں۔''

اس واضح خط کے جواب میں حکام کی جانب سے کوئی بھی اقدام نہ اٹھایا گیا بلکہ مولویوں کو اس کانفرنس کے انعقاد میں پوری پوری سہولیات مہیا کی گئیں۔ اس کانفرنس کا آغاز سات ستمبر کو دن بارہ بجے ہوا اور رات کے سوا تین بجے تک یہ کارروائی مسلسل جاری رہی۔ کل پانچ اجلاسات کئے گئے۔ شاملین کی تعداد آغاز میں تو دو سے تین سو تک تھی مگر بڑھتے بڑھتے آخری اجلاس کی حاضری چودہ سو تک پہنچ گئی۔

بائیس مولویوں نے کانفرنس سے خطاب کیا اور سب تقاریر جماعت احمدیہ کے خلاف مواد سے پُر تھیں۔ ان مقررین نے صرف نفرت، بغض وکینہ پھیلانے کے لئے بزرگان جماعت احمدیہ کے خلاف قابل نفرت زبان کا کھلم کھلا استعمال کیا۔ ان اجلاسات کی صدارت مولوی عبدالحفیظ مکی آف سعودی عربیہ اور احمد علی سراج آف کویت نے کی۔

دیگر معروف مولوی حضرات جنہوں نے کانفرنس سے خطاب کیا وہ درج ذیل ہیں:

مولوی محمد کفائیت اللہ (ممبر صوبائی اسمبلی صوبہ خیبر پختونخواہ) غلام فرید پراچہ (جنرل سیکرٹری جماعت اسلامی) مولوی زاہد الراشدی۔ قاری شبیر عثمانی (فیصل آباد) مولوی عطاء المہیمن بخاری (ملتان) قاری زوار بہادر (جنرل سیکرٹری جمیعت علمائے اسلام پاکستان) مولوی طاہر محمود اشرفی (لاہور) مولوی محمد الیاس چنیوٹی (ممبر صوبائی اسمبلی چنیوٹ) مولوی محمد احمد لدھیانوی (سپاہ صحابہ پاکستان، جھنگ)

مقامی صحافیوں نے اپنے اپنے اخبارات کے ذریعہ اس کانفرنس کی خوب تشہیر کی۔ مزید براں اس کانفرنس میں کسی بھی معاشرے کے رائج اصولوں، بنیادی انسانی حقوق اور عالمی معاہدات کے سراسر منافی قراردادیں پاس کی گئیں۔ مثال کے طور پر اس کانفرنس میں پاس ہونے والے چند مطالبات اور قراردادیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے۔ قادیانیوں کے ٹی وی چینل (ایم ٹی اے) کی نشریات روکی جائیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں شریعت کا نفاذ کیا جائے۔ 'نصرت جہاں گرلز کالج' اور سکول کا نام تبدیل کر کے'' عائشہ صدیقہ گرلز سکول'' اور کالج کیا جائے۔ کیونکہ ''نصرت جہاں'' مرزا (غلام احمد قادیانی) کی بیوی کا نام تھا۔

[یاد رہے کہ یہ تعلیمی ادارے احمدیوں نے تعمیر کروائے اور ان کو غیر معمولی ترقی دی۔ مگر انہیں ذوالفقار علی بھٹو کے سیاہ دور میں قومی تحویل میں لے لیا گیا]

اسی طرح اس کانفرنس میں یہ مطالبات بھی کئے گئے کہ علماء کرام کو پابند کیا جائے کہ وہ ہر ہفتے ختم نبوت کے حق میں اور قادیانیوں کے خلاف بیانات جاری کرتے رہیں۔ قادیانی عبادت گاہوں سے قرآنی آیات کو مٹا دیا جائے۔ تمام تعلیمی اداروں کے داخلہ فارم میں ختم نبوت کے حق میں اور جماعت احمدیہ کے بانی کی مذمت میں حلفیہ بیان شامل کیا جائے۔ حکومت وقت قادیانیوں کو پابند کرے کہ وہ اسلام کا نام استعمال نہ کریں۔ سکولوں کے نصاب میں'' ختم نبوت'' کا مضمون شامل کیا جائے۔ قادیانیوں کے چندے جمع کرنے کا نظام حکومت کو اپنی تحویل میں لے لینا چاہئے۔ قادیانیوں کے اخبارات اور رسائل پر مکمل پابندی لگائی جائے۔ تمام قادیانیوں کو فوری طور پر سب سرکاری اور فوجی ملازمتوں سے برخاست کیا جائے۔

کانفرنس کے تعلق میں نظام جماعت کی طرف سے اہالیان ربوہ کو بطور خاص محتاط رہنے کا کہا گیا تھا۔ تمام دوکانیں، بازار اور جماعتی تعلیمی ادارے بند رکھے گئے، خواتین گھروں سے نہ نکلیں۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁❁

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے
خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

حضرت بابوشاہ دین صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25مئی 2009ء میں حضرت بابو شاہ دین صاحبؓ کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت بابو شاہ دین صاحبؓ ساہووال ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور سٹیشن ماسٹر تھے، اس ملازمت کے لیے آپ زیادہ تر ضلع جہلم اور راولپنڈی کے مختلف علاقوں میں متعین رہے۔ جب مردان میں ریلوے کا آغاز ہوا تو آپ اس کے سب سے پہلے سٹیشن ماسٹر مقرر ہوئے۔اس علاقہ میں آپ کے نیک نمونہ اور دعوت الی اللہ کی بدولت متعدد لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ بیعت سے پہلے آپ پیرمہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے مریدوں میں سے تھے۔ بیعت کے بعد حضورؑ کے جاں نثار صحابہ میں سے ثابت ہوئے۔ مہینوں رخصت لے کر حضرت اقدس کی خدمت میں قادیان حاضر ہوتے۔ حضور نے اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں درج 313 صحابہ میں آپ کا نام 208 نمبر پر رقم فرمایا ہے۔

آخری عمر میں آپؓ بیمار ہوگئے اور قادیان حاضر ہوئے۔ حضرت اقدسؑ اُن دنوں لاہور تشریف لے گئے تھے لیکن آپؓ کی خبرگیری کا پورا خیال رکھا اور قادیان میں موجود حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب کو آپ کے علاج معالجہ کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ ایک خط میں فرمایا: ''اور میری دلی خواہش ہے کہ آپ تکلیف اٹھا کر ایک دفعہ اخویم بابوشاہ دین صاحب کو دیکھ لیا کریں اور مناسب تجویز کریں۔ میں بھی ان کے لئے پانچ وقت دعا میں مشغول ہوں، وہ بڑے مخلص ہیں ان کی طرف ضرور پوری توجہ کریں''۔ ایک اور مکتوب میں فرمایا: ''بابوشاہ دین صاحب کی تعہد اور خبرگیری سے آپ کو بہت ثواب ہوگا۔ میں بہت شرمندہ ہوں کہ ان کے ایسے نازک وقت میں قادیان سے سخت مجبوری کے ساتھ مجھے آنا پڑا اور جس خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے میں حریص تھا، وہ آپ کو ملا۔ امید کہ آپ ہرروز خبر لیں گے اور دعا بھی کرتے رہیں گے اور میں بھی دعا کرتا ہوں۔''

اگرچہ علاج جاری تھا لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر پوری ہوئی اور یہی بیماری جان لیوا ثابت ہوئی اور آپؓ نے حضور علیہ السلام کی وفات سے ایک یوم قبل 25 مئی 1908ء کو بعمر تقریباً 38 سال قادیان میں ہی وفات پائی اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

........❁........❁........❁........

محترم روشن دین تنویر

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 جون 2009ء میں مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب کے قلم سے محترم روشن دین تنویر صاحب کا ذکرخیر شائع ہوا ہے۔

محترم روشن دین تنویر صاحب نے اپنے قبول احمدیت کا ذکر کئی بار تحدیث نعمت کے انداز میں کیا تھا اور یہ بھی کہ احمدیت قبول کرنے سے قبل وہ سخت مخالف تھے اور علمی رنگ میں جماعت کے عقائد کا بطلان کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ اس سلسلہ میں سیالکوٹ بارایسوسی ایشن کے اکثر ارکان سے ان کی بحث بھی چلتی رہتی تھی۔ مگر وقت آیا تو قادیان کے ایک ہی سفر نے اُن کی کایا پلٹ دی۔ بار کے ارکان میں جناب چوہدری نصراللہ خاں صاحب والد محترم چوہدری سرظفراللہ خاں صاحب اور چوہدری شاہنواز صاحب کے علاوہ مشہور شاعر فیض احمد فیض کے والد خان بہادر حاجی چوہدری سلطان محمد خاں بھی تھے جن کا رویہ احمدیت کے بارہ میں بڑا محتاط تھا، مخالف تھے مگر تکذیب نہیں کرتے تھے۔

احمدی ہونے سے قبل تنویر صاحب اپنے وقت کے مؤقر ادبی رسائل میں چھپتے تھے۔ مگر احمدی ہوئے تو ان ادبی رسائل میں چھپنا بند کردیا۔ آپ نے دیر سے آنے کے باوجود احمدیہ علم کلام پر وہ دسترس حاصل کی کہ لوگ دنگ رہ گئے۔ الفضل جیسے پرچے کے ایڈیٹر مقرر کردیئے گئے اور یہ کوئی کم خراج تحسین نہیں تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12/اپریل 1940ء میں فرمایا: ''ابھی سیالکوٹ کے ایک دوست احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ شیخ روشن دین تنویر ان کا نام ہے اور وکیل ہیں۔ جب مجھے اُن کی بیعت کا خط ملا تو میں نے سمجھا کہ کالج کے فارغ التحصیل نوجوانوں میں سے کوئی نوجوان ہوں گے مگر اب جو وہ ملنے کے لئے آئے اور شوریٰ کے موقع پر میں نے انہیں دیکھا تو ان کی داڑھی میں سفید بال تھے۔ میں نے چوہدری اسداللہ خان صاحب سے ذکر کیا کہ میں سمجھتا تھا کہ یہ نوجوان ہیں اور ابھی کالج سے نکلے ہیں مگر ان کی داڑھی میں سفید بال آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ تو دس بارہ سال سے وکیل ہیں پہلے احمدیت کے سخت مخالف ہوا کرتے تھے مگر احمدی ہو کر تو اللہ تعالیٰ نے ان کی کایا ہی پلٹ دی ہے''۔

تنویر صاحب کو اپنے دیر سے آنے کا احساس تھا اس لئے سلسلہ کے لٹریچر کا بہت مطالعہ کرتے تھے۔ وہ اپنی قبول احمدیت کی داستان یوں بیان کرتے ہیں کہ دسمبر 39ء کے شروع میں میری ایک مربیہ محترمہ سکینہ بی بی نے مجھے قادیان کی زیارت کی دعوت دی۔ میں نے یونہی کچا پکا وعدہ کرلیا۔ انہی دنوں محترمی محمد نذیر فاروقی ضلعدار ریاست بہاولپور نے بھی (جو میرے لنگوٹئے یار ہیں) ایک خط میں اس قسم کی دعوت دی اور کہا کہ دیرینہ مفارقت کے بعد ملاقات کا اچھا موقع ہاتھ آجائے گا۔ مزید برآں ایک اور دعوت بھی ایک عزیز نے بھجوادی۔ اس سہ گونہ دعوت کا مقابلہ میری بے پروائی سے نہ ہو سکا۔ 24 دسمبر کی صبح مَیں قادیان کا واپسی ٹکٹ خرید کر پلیٹ فارم پر گاڑی کی روانگی کے انتظار میں تھا کہ اخویم چوہدری شاہنواز صاحب سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ مَیں نے ان سے قادیان جانے کا تذکرہ کیا مگر ان کو یقین نہیں آیا کیونکہ اُن کو معلوم تھا کہ مَیں احمدیت کا سخت مخالف ہوں۔ جب میں نے اُن کو ٹکٹ دکھایا تو وہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے فرمایا قادیان سے تم ضرور احمدی ہو کر پلٹو گے۔ میں نے جواب دیا یہ ناممکن ہے۔ آپ جانتے ہیں مجھ جیسا آزاد منش آدمی ایسی قیدوں میں سما نہیں سکتا۔ میں تو صرف ایک تماشا دیکھنے جارہا ہوں۔ تعطیلات ہیں لاہور نہ سہی قادیان سہی۔

گاڑی میں سوار ہوئے تو ویرکا ریلوے سٹیشن پر تبدیلی کے لئے اترنا پڑا۔ وہاں پر احمدی خاندانوں کے خاندان اتر پڑے۔ پلیٹ فارم سوٹ کیسوں ٹرنکوں اور بستروں سے پٹ گیا۔ اس منظر نے ایک عجیب و غریب اثر میرے دل پر کیا۔ مرد عورتیں اور بچے، اس سردی کے موسم میں کنبوں کے کنبے گھروں کو تالے لگا کر کس شوق و ذوق سے آمادۂ سفر ہیں۔ پختگیٔ اعتقاد کا ایک مقدس پہاڑ میری نگاہوں میں بلند ہورہا تھا۔

یہ پہلا اثر تھا جس نے زیارت قادیان کا جوش پوری طاقت کے ساتھ میرے دل میں پیدا کردیا۔ غروب آفتاب کے وقت گاڑی قادیان کے سٹیشن پر پہنچی۔ تقدس کا ایک سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ جس مکان میں ہم ٹھہرے وہ محلّہ دارالبرکات میں تھا۔ محلوں کے نام سنتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہم خلدِ بریں میں آگئے ہیں۔ ایک بیرونی کمرے میں ہم اترے نیچے کماد کا چھلکا بچھا تھا سردی کا موسم تھا نرم گدیلوں میں لطف کہاں۔ آرام و تعیش پر موت وارد ہوچکی تھی۔ لنگر سے کھانا منگوایا کھایا اور سو رہے۔ صبح اٹھ کر بازار سے ہوتے ہوئے بہشتی مقبرہ کی زیارت کی۔ مُردوں کی پاک نفسی قبروں کے گوشوں سے نکل نکل کر میری روح سے ہم آغوش ہوگئی۔ تربتوں کی سادگی نہایت جاذبِ نظر تھی۔ زندہ مردوں کی ایک دنیا! ایسے مردے کہ جن کے سامنے مجھ جیسا زندہ ایک مردہ معلوم ہوتا۔ پاک نفسوں کا اتنا بڑا جمگھٹا شاید ہی کسی اور جگہ دیکھنے میں آئے۔ بے اختیار میرے ہاتھ فاتحہ کے لئے اٹھ گئے۔

بعدہٗ ہم اس چاردیواری میں داخل ہوئے جہاں حضرت مسیح موعودؑ کا مزار مقدس ہے۔ سادگی پر ہزار بناوٹیں قربان ہورہی تھیں۔ خاک کے ذرّے ذرّے سے صداقت کی آواز اٹھ رہی تھی۔ یہ قبر اس انسان کی تھی جس نے اپنے مسیحائی کے دعوے کی وجہ سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے ساتھ عمر بھر نبردآزمائی کی۔ جس کی تکفیر کے فتوے لکھے گئے جس پر عیاذاً باللہ صرف عیاشی کے ہی اتہام نہ لگائے گئے بلکہ جس کو قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں اور جس کی اہانت کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا گیا مگر خدا نے اسے ہر ایک گزند سے بچایا۔ اس مٹی کی ڈھیری نے میرے دل میں ایمان کا شعلہ بھڑکا دیا اور میں ایک مضطرب جان لے کر وہاں سے لوٹا...... بعد دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی باتیں انجمن خدام الاحمدیہ کے جلسہ میں سنیں۔ اس گرانمایہ شخصیت کے متعلق جتنے شکوک میں اپنے دل میں لے کر آیا تھا تمام کے تمام اس طرح مٹ گئے کہ گویا کبھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اتنا سادہ اور پرزور کلام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ تقریر میں کوئی دقیق مسائل نہیں بیان کئے گئے، سادہ روزمرہ کی باتیں تھیں مگر انہی سادہ باتوں میں خدا جانے کہاں کی جاذبیت تھی کہ میں نے ایک ایک لفظ ہمہ تن گوش ہو کر سنا اور اپنے آپ کو زندہ سے زندہ تر پایا۔ دوران جلسہ میں حضور کی دیگر تقاریر بھی سنیں جو اپنی سادگی برجستگی اور تاثیر کے لحاظ سے بے مثل تھیں۔

باوجود ان تاثرات کے میں پکّا غیراحمدی رہا اور 29 دسمبر کی صبح قادیان سے روانہ ہوا۔ میرے ہمراہ اور بہت سے لوگ بھی اس گاڑی پر واپس ہورہے تھے جو عموماً احمدی تھے۔ میرے ڈبے میں ایک شخص کے پاس چند کتب تھیں جو وہ قادیان سے خرید کر لایا تھا۔ میں نے دفع الوقتی کے لئے ایک کتاب ان میں سے اٹھالی اور پڑھنے لگا۔ یہ کتاب حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر ''انقلابِ حقیقی'' تھی۔ اس تقریر کے ختم کرنے تک میں دل میں احمدی ہوچکا تھا۔ زمین تو پہلے تیار تھی صرف بیج ڈالنے کی دیر تھی جو انقلاب حقیقی نے ڈال دیا۔ پہلے میں نے احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ ایک مخالفانہ نکتۂ نگاہ سے کیا ہوا تھا وہ تمام مطالعہ اب یکدم مجھ پر کریمانہ انداز سے جھپٹا اور مَیں شکار ہوگیا۔ مجھے اپنے آپ پر خود یقین نہ آتا تھا۔

عیدقربان کی نماز جامع مسجد احمدیہ سیالکوٹ میں ادا کی اور گھر آکر بیعت کا فارم پُر کرکے امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ بھیج دیا۔ اس خط میں یہ قطعہ بھی لکھا:

عید قرباں ہے آج اے تنویر
مجھ پہ ہے فضلِ ربِ سبحانی
پیش کرتا ہوں روح و قلب و دماغ
کاش منظور ہو یہ قربانی

اور پھر یہ توارد و اتفاق دیکھئے کہ وفات سے کچھ روز پہلے آپ نے لکھا۔

''عید قرباں ہے مگر عید کا سامان کہاں؟
جان قربان کروں تن میں مگر جان کہاں؟''

اور ان کا انتقال عین عید قربان کے روز ہوا۔

........❁........❁........❁........

اعزاز

مکرمہ ثمرہ مظفر صاحبہ بنت مکرم چودھری مظفر منیر احمد صاحب نے M.A. فائن آرٹس میں پنجاب یونیورسٹی میں دوم پوزیشن حاصل کی ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27/جنوری 2009ء میں شامل اشاعت مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

نہاں کو وہ عیاں کردے، نشاں کو بے نشاں کردے
اگر چاہے تو حرفِ کن سے ذرے کو جہاں کردے
وہ جب چاہے ستاروں کو پرو دے کہکشاؤں میں
وہ جب چاہے تہ و بالا زمین وآسماں کردے
کبھی وہ زیر کر ڈالے ابابیلوں سے دشمن کو
کبھی مکڑی کے جالے کو پیاروں کی اَماں کردے
وہی اول وہی آخر وہی باطن وہی ظاہر
اسی کے نام کو اپنی جبیں کا آستاں کردے
وہ نچلے آسماں پر ہے سحر سے اک پہر پہلے
اٹھو شاید یہی لمحہ امر تیری فغاں کردے

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 18 Friday 11 November, 2011 Issue No. 45

ایک تبلیغ کرنے والے کی یہ خصوصیت ہونی چاہئے کہ وہ صالح عمل کرے اور کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائے۔ صالح عمل وہ کام ہے جو صحیح بھی ہو، جائز بھی ہو اور موقع و محل کے مطابق بھی ہو۔

ہر دیکھنے والے کو نظر آئے کہ احمدی نوجوان اپنے دین کے بارہ میں جو کہتا ہے اس پر عمل کرکے بھی دکھاتا ہے۔

خدام الاحمدیہ کو ایسے پروگرام تشکیل دینے چاہئیں جو نوجوانوں کو تعمیری کاموں میں مصروف رکھیں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ نوجوان ہی ہیں جو قوموں کی حفاظت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

آئندہ ہماری ترقی، خاص طور پر ان مغربی ممالک میں، تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے پر منحصر ہے۔ احمدی طلباء کو چاہئے کہ ریسرچ، سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں آگے آئیں۔

(مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے 36ویں سالانہ اجتماع کے موقع پر 5؍اکتوبر 2008ء کو حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حٰم سجدة:34)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ: اور بات کہنے میں اُس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تبلیغ کی طرف، اپنے پیغام کی طرف بُلانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن تبلیغ کرنے والے کی ایک خصوصیت یہ ہونی چاہئے کہ وہ صالح عمل کرے اور کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائے۔ یہاں صالح عمل، کامل فرمانبرداری سے پہلے رکھ کر یہ بتایا کہ عمل صالح ہوگا تو فرمانبرداری کامِل ہوگی۔ ورنہ صرف ایک دعویٰ ہوگا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ پس جاننا چاہئے کہ بغیر عمل کے فرمانبرداری کا دعویٰ ایک کھوکھلا دعویٰ ہے۔ صالح عمل وہ عمل ہے، وہ کام ہے جو صحیح بھی ہو، جائز بھی ہو اور موقع کے مطابق بھی ہو۔ پس جب ایک انسان کوشش کرکے ایسے کام کرنے والا بن جاتا ہے جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مکمل خیال رکھا گیا ہو تو ایسا عمل کرنے والا باعمل انسان کہلاتا ہے اور ایسے عمل کرنے والے جب خدا تعالیٰ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں تو اُن کے پیغام کو وُقعت دی جاتی ہے۔ اُن کو دوسرے سنتے بھی ہیں۔

صالح عمل کی ایک مثال دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ نماز پڑھو اور پانچ وقت نمازیں فرض کی گئی ہیں اور وقتِ مقررہ پر فرض کی گئی ہیں۔ لیکن بعض مواقع پر اس اہم فریضے سے زیادہ بندوں کے حقوق ادا کرنے کو اہمیت دی گئی ہے اور یہ فرض پیچھے چلا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس دوران اگر اُسے کوئی مدد کے لئے پکارے۔ گھر میں نماز پڑھ رہا ہو یا کسی کام کی جگہ پر، یا مسجدوں کے علاوہ کسی کھلی جگہ نماز پڑھ رہا ہے تو بعض دفعہ ایسا موقع آجاتا ہے کہ دوسرے مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ احسن عمل یہ ہے کہ فوری طور پر اُس کی مدد کی جائے۔ نماز توڑ دی جائے۔ اُس کو خطرے سے باہر نکالا جائے اور پھر بعد میں نماز کو پورا کرلیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کا اس حد تک اور اس باریکی سے خیال رکھتے تھے کہ آپؐ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے نماز پڑھاتے ہوئے کسی بچے کے رونے کی آواز آجائے تو مَیں اس خیال سے کہ اس کو یا اس کی ماں کو تکلیف یا پریشانی ہوگی نماز کو مختصر کردیتا ہوں، چھوٹی کردیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب من اخف الصلاۃ عند بکاء الصبی حدیث نمبر 709)

اس بات سے جہاں آپ کا انسانیت کے لئے ذراسی بھی بات پر پریشان ہونے کا اظہار ہوتا ہے وہاں آج کل کے بعض نام نہاد لوگوں کی اس بات کی بھی نفی ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو نماز میں اتنے محو ہوجاتے ہیں کہ ہمیں پتہ بھی نہیں لگتا کہ ہمارے دائیں اور بائیں کیا ہو رہا ہے۔ ایسے بزرگ تو لوگوں کے خود ساختہ ہوتے ہیں۔ لیکن جو حقیقی بزرگ ہوتے ہیں اُن کے بارے میں بھی غلط روایات قائم کرلی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں ایسا ولی اللہ ہے، ایسا پہنچا ہوا ہے کہ جب عبادت میں مصروف ہو تو اُس کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور وہ کہاں ہے۔ بلکہ بعضوں نے تو یہ کہانیاں بھی بنائی ہوئی ہیں کہ بعض لوگ نماز کے دوران اِس قدر محو ہوتے ہیں کہ ایک بزرگ کے پاؤں پر بچھو نے ڈنگ مار دیا تو اس کو پتہ ہی نہیں لگا کہ کیا ہوگیا ہے۔ ہاں بعض دفعہ انسان کی ایسی کیفیت ہوجاتی ہے کہ وہ ایسی انتہائی صورت میں چلا جاتا ہے کہ جہاں اسے کچھ ہوش نہیں رہتی لیکن ہر وقت اور ہر ایک کی یہ حالت نہیں ہوتی اور نہ ہوسکتی ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جن سے اللہ تعالیٰ کے تعلق کے مقابلے پر کسی کا تعلق باللہ اور تبتل الی اللہ اور فانی فی اللہ ہونا لایا ہی نہیں جاسکتا) فرماتے ہیں کہ مجھے نماز میں بچے کے رونے اور بے چین ہونے کی آواز اپنی طرف متوجہ کرلیتی ہے اور میں نماز چھوٹی کرلیتا ہوں۔ معلوم نہیں کہ باقی لوگ پتہ نہ لگنے یا اتنی محویت کا کس طرح دعویٰ کرسکتے ہیں؟ پس اصل اسوہ تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جس کی ایک چھوٹی سی مثال مَیں نے دی ہے۔ جبکہ دنیا میں اس کے برعکس قصے مشہور ہیں۔ بعض دفعہ بزرگوں کے قصّے سُنائے جاتے ہیں۔ بعض مجھے لکھ بھی دیتے ہیں۔ اس لئے میں نے اصلاح کی خاطر یہ بات بیان کردی ہے۔

بہرحال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا پیغام پہنچانے کے لئے وہی کامیاب ہوگا جو اعمال صالحہ بجالانے والا ہوگا اور کامل فرمانبردار ہوگا۔ خدام الاحمدیہ کے عہد میں ہم اسلام اور احمدیت کی خاطر جان، مال، وقت اور عزّت کو قربان کرنے کے لئے دعویٰ کرتے ہیں اور پھر اس سال 27 مئی کو خلافت جوبلی کے دن مَیں نے ایک عہد بھی لیا تھا کہ ہم سب اسلام احمدیت کی اشاعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں گے اور اس کے لئے ہر کوشش کریں گے اور خلافت کی حفاظت اور استحکام کے لئے آخری وقت تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ جس طرح مجھے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے مختلف جگہوں سے، یہاں سے بھی اور دنیا کے دوسرے ممالک سے بھی، عورتوں کی طرف سے بھی، مردوں کی طرف سے بھی اور نوجوانوں کی طرف سے بھی دعا کے لئے خط آرہے ہیں اس سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ایک بڑی تعداد کو اس بات کا احساس ہے اور اس بات کا احساس اپنے دل میں قائم رکھے ہوئے ہے کہ ہم نے اپنا عہد نبھانا ہے۔ اور اس کے لئے خود بھی دُعا کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں اور مجھے بھی لکھتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال کی طرف نظر کرنی ہوگی۔ ایک مثال میں نے دی تھی کہ عمل صالح کیا ہوتا ہے۔ لیکن اعمال صالحہ کی ایک لمبی فہرست ہے جو خدا تعالیٰ نے اوامر کی صورت میں قرآن کریم میں ہمیں دی ہے کہ یہ کرو تو یہ نیک عمل ہوں گے۔ اور ان چیزوں کو نہیں کرنا کیونکہ یہ نیک اعمال نہیں ہیں۔ پس اس کی اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ ان احکامات کی تلاش کریں اور ان پر عمل کریں۔

میری نماز والی مثال سے کوئی بہانہ جُو یہ نتیجہ نہ نکال لے کہ اگر ہم انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں تو ہماری نمازیں معاف ہوگئیں۔ بے شک بندوں کے حقوق ادا کرنا بھی عبادت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ایک بہت بڑا فرض ہے اور عبادت ہے۔ اِس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ جو مثال مَیں نے دی تھی اُس میں جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا یہ تعلیم ہے کہ ضرورت مند کی فوری ضرورت پوری کرکے اور تکلیف دور کرکے پھر اپنے حقیقی فرض کی طرف لوٹ آؤ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور انسان کی پیدائش کا مقصد بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اس کی عبادت کی جائے۔ اور یہی حقیقی کامیابی کا راز ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مومن اس بات کا اعلان کرے کہ مَیں

باقی صفحہ نمبر11 پر ملاحظہ فرمائیں